ماہنامہ
ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ پاکستان کا
چانن
فار پرائیویٹ سرکولیشن
صرف ممبران کے لیے
ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ، پاکستان
جلد 12 ● شمارہ 10-9 ● مگھر، پوہ ● نومبر، دسمبر 2017ء

سیاسی جماعتیں، الیکشن کمشن آف پاکستان اور ذرائع ابلاغ اپنا بھرپور کردار ادا کریں!

رپورٹ: شکیل عباس

پاکستان میں آبادی کے لحاظ سے خواتین کی تعداد تقریباً نصف ہے، مگر ہمارے انتخابی نظام میں ان کو مناسب نمائندگی نہیں دی جاتی جو کہ ان کا حق ہے۔ جیسا کہ 2018ء انتخابی سال ہے اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ابھی سے انتخابی عمل میں محروم اور پسماندہ طبقات (بالخصوص خواتین، مزدور، کسان، خواجہ سراء اور غیر مسلم پاکستانیوں) کی نمائندگی کو یقینی بنانے کیلئے کوششیں شروع کی جائیں تاکہ اُن کی موثر شرکت کو یقینی بنایا جا سکے۔ پاکستان کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان کے تمام تر اختیارات اس ملک میں بسنے والے مخصوص طبقے کے پاس ہیں جس کی وجہ سے پسماندہ اور محروم طبقات ترقیاتی عمل میں شرکت سے محروم ہیں اور یہی سماجی ناہمواری کی بنیادی وجہ ہے۔ اس تمام صورتحال کو مدِنظر رکھتے ہوئے پاکستان میں بسنے والے تمام شہریوں کی بلاتفریق سیاسی عمل میں شرکت کو یقینی بنانے میں سیاسی جماعتوں، الیکشن کمیشن اور حکومتی اداروں کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ان خیالات کا اظہار ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ پاکستان کے زیرِ اہتمام ''خواتین کی سیاسی عمل میں موثر شرکت کے موضوع پر'' خواتین کی شرکت کو یقینی بنانے کیلئے لاہور کے مقامی ہوٹل میں ایک مشاورتی فورم کے انعقاد میں کیا گیا۔ جس میں پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کی منتخب ممبران صوبائی اسمبلی، فرزانہ بٹ، نسرین نواز مسلم لیگ (ن)، سعدیہ سہیل (پی ٹی آئی)، آمنہ اُلفت مسلم لیگ (ق) اور فائزہ ملک (پاکستان پیپلز پارٹی)، الیکشن کمیشن، صحافی برادری، منتخب مقامی نمائندوں اور سماجی کارکنوں (خواتین و مردوں) نے شرکت کی۔ اس فورم میں سیپ۔ پاکستان کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر محمد تحسین نے کہا کہ اگلے انتخابات قریب ہیں اور موجودہ حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ ایسی بحثیں ہوں اور پاکستان میں آزادانہ، منصفانہ اور جمہوری عمل کو فروغ دینے میں تمام گروہ اپنا کردار ادا کریں۔ پاکستان میں موجودہ جمہوری عمل منتخب جمہوریت ہے، نمائندہ جمہوریت نہیں ہے۔ اس وقت کی ضرورت ہے کہ اگر پاکستان کو ترقی پسند اور خوشحال دیکھنا ہے تو ہمیں خواتین، مزدوروں، کسانوں، غریبوں اور غیر مسلم پاکستانیوں کے حقیقی نمائندوں کو انتخابی عمل میں بلاتفریق لانا ہوگا۔ پاکستان کی سماجی کارکن و سینئر سیاسی راہنما مہناز رفیع نے کہا کہ پاکستان کی سیاست پر کنٹرول وڈیروں اور جاگیرداروں کا ہے، جبکہ جمہوریت کی بنیاد عوام ہیں، جب تک اس عمل میں عوام کی شرکت اور رائے شامل نہ ہو اُسے جمہوریت نہیں کہتے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں سیاسی عمل بہت ہی کمزور ہے اور اس کو کبھی پنپنے نہیں دیا گیا اور جب بھی جمہوری حکومتیں آئی ہیں تو اُن میں بھی ایک مخصوص گروہ / طبقہ اس پر قابض رہا ہے اور غریب کسانوں، مزدوروں اور غیر مسلم پاکستانیوں کو اس عمل سے دور رکھا گیا ہے اور اُن کی حقیقی نمائندگی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے ہم مختلف مسائل کا شکار ہو رہے ہیں۔

سیاسی جماعتوں کا کردار: فورم میں موجود شرکاء نے خواتین کی سیاسی عمل میں موثر شرکت کو یقینی بنانے کیلئے سیاسی جماعتوں، الیکشن کمیشن اور ذرائع ابلاغ کے سامنے درج ذیل اعلامیہ پیش کیا: ☆ بنیادی سطح سے لیکر ایوانِ بالا تک تمام افراد اور اداروں کو جمہوریت پسند بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ ☆ خواتین کی سیاسی عمل میں موثر شرکت کو یقینی بنانے کیلئے عدلیہ اور انتظامیہ موجودہ قوانین پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں تاہم جہاں کہیں ضرورت ہو وہاں موجودہ قوانین میں مناسب تبدیلیاں کی جائیں، تاکہ خواتین کی کم ازکم 33 فیصد نمائندگی کو یقینی بنایا جائے اور اُنہیں ٹکٹ مہیا کیے جائیں۔ ☆ آبادی کی بنیاد پر سیاسی شرکت کی بجائے صوبوں کی پسماندگی اور جغرافیائی حدود کو مدِنظر رکھا جائے، تاکہ برابری کی بنیاد کو فروغ دیا جا سکے اور غیر منصفانہ تقسیم کا خاتمہ ہو سکے۔ ☆ سیاسی جماعتیں پاکستان بھر (بالخصوص فاٹا اور پاٹا) میں خواتین کی بطور اُمیدوار انتخابی عمل میں شرکت کو یقینی بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ ☆ انتخابی اصلاحات کے قانون 2017ء کے مطابق سیاسی جماعتوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ خواتین کے الیکشن میں حصہ لینے کیلئے ٹکٹ ان حلقوں کیلئے دیئے جائیں جہاں پارٹی کی پوزیشن بہت مضبوط اور جیتنے کے مواقع زیادہ ہوں۔ ☆ خواتین ووٹرز کو متحرک کرنے کیلئے سیاسی جماعتیں مہم چلائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ عورتیں ووٹ ڈالیں۔ ☆ الیکشن کے دن قریب آتے ہی سیاسی جماعتیں اپنے ضلعی کارکنوں پر نظر رکھیں اور انہیں تنبیہ کریں کہ وہ کسی ایسے معاہدے کا حصہ نہ بنیں جو عورت کو ووٹ ڈالنے سے یا الیکشن میں حصہ لینے سے روکے۔ ☆ ایسے معاہدوں کی بیخ کنی کیلئے سیاسی جماعتیں اعلان کریں کہ کوئی شخص جو اس قسم کے معاہدے کا حصہ بنے گا تو سیاسی جماعت اس کی رکنیت ختم کر دے گی۔ ☆ مخصوص نشستوں پر سیاسی جماعتوں کی دیرینہ اور فعال عورتوں کو ترجیح دی جائے۔ ☆ سیاسی جماعتوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ جماعت کی قیادت، فیصلہ سازی، منشور ساز اور مستقبل کے لائحہ عمل اور پارٹی کی طرف سے ٹکٹ دینے کیلئے منتخب کرنے کیلئے بنائی گئی ذیلی کمیٹیوں میں خواتین کی نمائندگی کو یقینی بنائیں۔ ☆ سیاسی جماعتیں خواتین اُمیدوار کی انتخابی مہم چلانے میں اُن کی معاونت کریں۔ ☆ خواتین اور اقلیتوں کی موثر شرکت کو یقینی بنانے کیلئے انتخابی مہم کیلئے دیئے گئے مالیاتی معاونت کے قوانین کا دوبارہ جائزہ لیا جائے۔ ☆ انتخابی عمل میں مزدوروں اور کسانوں کے حقیقی نمائندگی کو یقینی بنایا جائے۔ ☆ سیاسی پارٹیوں کی تمام سطحوں پر (جیسا کہ سنٹرل کمیٹیوں کے عہدوں، ورکنگ کمیٹیوں اور ذیلی کمیٹیوں میں) عورتوں کی محفوظ شمولیت کو فروغ دیا جائے۔

الیکشن کمیشن کا کردار: ☆ پاکستان میں آزادانہ، منصفانہ اور جمہوری انتخابی عمل کو یقینی بنانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ ☆ خواتین کیلئے علیحدہ پولنگ سٹیشن بنائے جائیں اور جہاں ایسا ممکن نہ ہو تو مخلوط پولنگ سٹیشن میں خواتین کیلئے داخلی دروازہ علیحدہ ہو۔ تاہم اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ پولنگ اسٹیشن کا فاصلہ 2 کلومیٹر کے اندر ہو۔ ☆ الیکشن کمیشن کی طرف سے ضلعی انتظامیہ کو خط لکھ کر یہ تاکید کی جائے کہ ضلع کی سطح پر عورتوں کی ووٹنگ کے خلاف ہونے والے معاہدوں پر نظر رکھی جائے۔ ☆ پولنگ سکیم ایسی بنائی جائے جہاں عورتوں اور معذور افراد کی رسائی آسان ہو۔ ☆ ایسے حلقے جہاں عورتوں کی ووٹنگ 10 فیصد سے کم ہو وہاں الیکشن کالعدم قرار دیا جائے۔ ☆ انتخابات سے پہلے پاکستان میں ووٹ ڈالنے کے اہل افراد کو اُن کے حلقوں کے بارے آگاہی کیلئے مہم چلائی جائے نیز ووٹر لسٹوں اور حلقوں میں کسی قسم کی تبدیلی سے گریز کیا جائے۔ ☆ اگر عورتوں کی ووٹنگ روکنے کیلئے کسی قسم کے معاہدے کا ثبوت الیکشن کے دن یا بعد میں بھی ملے تو اس حلقے کے الیکشن نتائج روک دیئے جائیں یا منسوخ کر کے دوبارہ الیکشن کا اعلان کیا جائے جیسا الیکشن کمیشن نے ضلع دیر کے حلقہ PK-9 میں عورتوں کو ووٹ ڈالنے سے روکنے کے خلاف کیا تھا۔ ☆ تمام سطحوں پر عورتوں کے انتخاب لڑنے کیلئے محفوظ ماحول پیدا کیا جائے اور اس کیلئے نگرانی کے مؤثر طریقہ کار وضع کیے جائیں اور سیاسی پارٹیوں کے انتخابی اخراجات کو کم کیا جائے۔ ☆ انتخابی اصلاحات متعارف کروائی جائیں تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ سیاسی پارٹیاں انتخابات میں کم از کم 33 فیصد عورتوں کو امیدوار کھڑا کریں۔ ☆ خواتین کی سیاسی عمل میں مؤثر شمولیت کے فروغ کیلئے خواتین کی جانب سے حساس قوانین اور انتخابی ضابطہ اخلاق لاگو کیے جائیں۔ اس کیلئے مخصوص نشستوں پر عورتوں کے چناؤ کیلئے معیار مقرر کیا جائے اور انتخابات میں خواتین امیدواروں کیلئے برابر وسائل رکھے جائیں۔ ☆ تمام اہل ووٹروں کی 100 فیصد رجسٹریشن، خواتین امیدواروں کا پورا تحفظ اور خواتین سیاستدانوں کیخلاف تشدد کی صورت میں ملزموں کے خلاف مؤثر کارروائی کو یقینی بنایا جائے تاکہ عورتوں کو ووٹ کے آئینی حق کے آزادانہ استعمال کے قابل بنایا جا سکے۔ ☆ انتخابی عمل میں بطور اُمیدوار اور ووٹ ڈالنے والوں کے معلومات کے حصول کے حق کو یقینی بنانے کیلئے خواتین اور مردوں کی تازہ ترین انتخابی فہرستوں، انتخابی نتائج، الیکشن سے متعلقہ قوانین، سہولتوں، ضابطوں، طریقہ کار اور ووٹروں کے حقوق کی تشہیر کی جائے۔ ☆ صنفی حساسیت پر مبنی انتخابی نشانات کے اجراء کو یقینی بنایا جائے۔ ☆ تمام سیاسی پارٹیوں کو پابند کیا جائے کہ وہ خواتین اور مرد امیدواروں کی فہرستوں بشمول مخصوص سیٹوں اور دستور کی عوامی طور پر تشہیر کریں۔ ☆ انتخابات کے دوران تمام انتظامی عہدوں بشمول پریزائیڈنگ افسروں اور تمام سطحوں پر عورتوں کی کم از کم 33 فیصد شمولیت کو یقینی بنائیں۔ ☆ آزادانہ اور غیر جانبدار الیکشن کمیشن اور منتخب اداروں کو قائم اور مستحکم کیا جائے جو انتخابات کے انتظام اور اس سے متعلقہ تنازعوں کو بروقت نپٹانے کے ذمہ دار ہیں۔ ☆ انتخابات کے دوران سرکاری میڈیا پر متعلقہ پالیسیوں اور ضابطہ اخلاق کی نشر و اشاعت کو یقینی بنایا جائے تاکہ الیکشن لڑنے والی پارٹیوں اور امیدواروں تک ان کی منصفانہ اور مساوی رسائی ہو۔ ☆ جمہوری عمل میں عورتوں کی شمولیت میں رکاوٹ ڈالنے والے عوامل مثلاً بڑھتی ہوئی سیاسی دہشت گردی، ہراساں کرنا وغیرہ کے خلاف مہمیں چلائی جائیں۔ ☆ انتخابات کی نگرانی کیلئے بنائی گئی ٹیموں (سول سوسائٹی، بین الاقوامی تنظیمیں) کو الیکشن کا پورا طریقہ کار واضح کیا جائے۔ ☆ الیکشن کمیشن آف پاکستان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ

انتخابی عمل میں خواتین کی موثر شرکت کا اعلامیہ! ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ۔ پاکستان کے تحت مشاورتی اجلاس

خواتین کی سیاسی شمولیت، اہمیت اور صنفی حساسیت کو سیاسی جماعتوں، صحافیوں، تحفظ فراہم کرنے والے اور دوسرے اداروں تک پہنچائے۔ ☆ الیکشن کمیشن آف پاکستان کیلئے لازم ہے کہ وہ پولنگ اسٹیشنز کی تمام جگہوں پر ووٹر حاملہ خواتین اور معذور افراد کیلئے سہولیات فراہم کریں۔

ذرائع ابلاغ کا کردار:

☆ ایسی خواتین جو الیکشن میں بالخصوص جنرل نشستوں پر بطور اُمیدوار، حصہ لے رہی ہیں، اُن کی حوصلہ افزائی کرے اور اُنہیں مناسب میڈیا کوریج دی جائے۔ ☆ سیاسی عمل میں بطور اُمیدوار شرکت کرنے والی خواتین کے مثبت کردار کو اُجاگر کیا جائے۔ ☆ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا خواتین کی بحیثیت ووٹر کے اہمیت کو اُجاگر کرنے کیلئے مہم چلائے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ ووٹ ڈالیں اور ایسے تمام عناصر اور معاہدوں کی حوصلہ شکنی ہو جو

اُنہیں ووٹ ڈالنے کے عمل سے روکنا چاہتے ہیں۔ ☆ تمام حلقوں میں سیاسی جماعتوں پر نظر رکھی جائے تاکہ خواتین کو ووٹ ڈالنے سے روکنے کیلئے کسی قسم کا کوئی زبانی یا تحریری معاہدہ نہ ہو سکے۔ ☆ اگر کہیں ایسا ہوتا ہے تو اُس کو فوری طور پر اُٹھایا جائے تاکہ اس کا تدارک کیا جا سکے۔ ☆ میڈیا کو سیاست میں خواتین کے انسانی حقوق اور ان سے متعلقہ حساس رویوں اور سازگار ماحول کو اجاگر کرنا چاہیے۔ ☆ عورتوں کے انسانی حقوق اور عورت سیاستدانوں کی بڑھتی ہوئی سماجی اور سیاسی پذیرائی کے بارے شعور بیدار کرنے کے لئے بنیادی کردار ادا کریں۔ ☆ خطے (جنوبی ایشیاء کی سطح پر) میں عورت سیاستدانوں کے کامیاب واقعات کو نمایاں کیا جائے تاکہ انہیں ایک مثبت مثال کے طور پر پیش کیا جائے۔ عورتوں کے مسائل اور خصوصاً عورت سیاستدانوں کے بارے سنسنی خیز خبروں سے اجتناب کیا جائے۔

صنفی تشدد کے خلاف سولہ روزہ مہم کا تاریخی پس منظر!
تین بہنوں، میرابیل سسٹرز کی یاد میں ۔۔جنہوں نے جمہوریت کیلئے قربانیاں دیں

"صنفی تشدد کے خلاف فعالیت کے سولہ دن " ایک عالمی مہم ہے جوکہ 25 نومبر سے 10 دسبر تک چلائی جاتی ہے۔دنیا بھر میں لوگ اور تنظیمیں ہر سال اس عالمی مہم کو ایک حکمت عملی کے طور پر عورتوں پر ہر قسم کے تشدد کے خاتمے کے لئے مناتے ہیں۔ یہ مہم عورتوں پر تشدد کے خاتمے اور انسانی حقوق کو آپس میں جوڑتی ہے اور اس بات پر زور دیتی ہے کہ عورتوں پر تشدد انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے مندرجہ بالا تاریخیں اسی مناسبت سے منتخب کی گئی ہیں۔25 نومبر، اقوام متحدہ نے اس دن کو عورتوں پر تشدد کے خاتمے کا عالمی دن قرار دیا ہے۔ یہ دن میرابیل سسٹرز کی یاد میں منایا جاتا ہے، یہ تین بہنیں تھیں جنہوں نے ڈومینیکن ریپبلک میں ایک آمر حکمران ٹروجیلو کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا تھا، 25 نومبر کو ان تینوں بہنوں کو اس حکمران کے حکم پر قتل کر دیا گیا تھا۔یکم دسمبر کو ایڈز کے خلاف عالمی دن منایا جاتا ہے۔ دو بیماریوں HIV اور ایڈز نے عالمی سطح پر کئی علاقوں کو صحت کے حوالے سے بہت پسماندہ کیا ہے ۔ عورتیں جلدی انفیکشن سے متاثر ہو جاتی ہیں اور مردوں کے مقابلے میں زیادہ تیزی سے انفیکشن میں مبتلا ہو جاتی ہیں ۔6 دسمبر مونٹریال کے قتل عام کی برسی کے طور پر منایا جاتا ہے۔ 1991 میں ایک جنونی آدمی نے چودہ لڑکیوں کو گولیاں مار کر قتل کر دیا تھا یہ تمام لڑکیاں انجینئرنگ کی طالبات تھیں انہیں صرف اس لئے قتل کیا کہ وہ عورتوں کی تحریک کی حامی تھیں۔ 10 دسبر انسانی حقوق کے عالمی دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔1948 میں 10 دسمبر کو حکومتوں نے عہد کیا کہ انسانی حقوق سب کے لئے ہیں بشمول زندگی کا حق، آزادی اور تحفظ کا حق ۔اسمیں کسی کو رنگ، نسل یا زبان یا لسانی وجہ سے فوقیت نہیں ہوگی۔تمام حکومتوں نے انسانی حقوق کے عالمی منشور پر دستخط کئے ہیں۔

چند حقائق

دنیا بھر میں ہر تین منٹ میں ایک عورت کو مارا جاتا ہے، اسے گالیاں دی جاتی ہیں، اور اسے زبردستی گندے کاموں میں دھکیلا جاتا ہے۔، ہر پانچ عورتوں میں سے ایک کے ساتھ جنسی زیادتی ہوتی ہے یا اس سے جنسی زیادتی کی کوشش کی جاتی ہے۔15 سے 44 سال کی عمر کی عورتوں کو گھریلو تشدد کی وجہ سے موت یا معذوری کا خطرہ ہوتا ہے، بجائے کسی بیماری، کار ایکسیڈنٹ، ملیریا یا دیگر بیماریوں کے۔6 کروڑ عورتوں کو آج زندہ ہونا چاہئیے تھا جو کہ آج غائب ہیں۔ صرف صنفی تفریق کی وجہ سے، یہ صنفی تفریق بچیوں کو پیدا ہونے سے پہلے ہی ختم کر دینے کی ہے۔ دنیا میں ہر سال 5 سے 15 سال کی عمر کی بیس لاکھ بچیوں کو جنسی تجارت کے لئے دھکیل دیا جاتا ہے۔دنیا میں جہاں بھی جنگیں ہوں وہاں بچیوں اور عورتوں کی بڑی تعداد جنسی زیادتی کا شکار ہوتی ہیں۔ تحقیق یہ بتاتی ہے کہ 6 کروڑ 50 لاکھ بچیاں اور عورتیں مردوں کے ہاتھوں تشدد کا شکار ہیں۔

نظم۔۔۔۔۔ دہقان زادیاں!

شاعر :حسن اعرابی

هوئی دھوپ جس دم ذرا سی جواں
کسانوں کی کمسن جواں لڑکیاں
ہوئیں گھر کے دھندوں سے فارغ سبھی
گئیں ماؤں کے پاس ہنستی ہوئی
کسی نے کہا ماں دہی دے مجھے
کسی نے کہا آج مکھن تو دے
میں رہتی ہوں مصروف صبح وشام
میں کرتی ہوں گھر کا سارا کام
ابھی سوئی ہوتی ہے تو منہ کے بل
کہ چکی میں جتتی ہوں میں چل سوچل
جو بیلوں کا چارہ بناؤں تو میں
جو ڈھوروں کا گوبر اٹھاؤں تو میں
جو یہ گائیں بھینسیں چراؤں تو میں
جو اس پر بھی مکھن نہ کھاؤں تو میں
نکمے ہیں بھائی سدا
مگر اس پر بھی مکھن گھی ان کی غذا
سنی ماں نے لڑکی کے منہ سے یہ بات
چپ رہ ری! نیچ ذات
تیرے باپ نے گرسنا ماریں گے
میرا لہنگا، چنری تیری پھاڑیں گے
مقدر ہے لڑکوں کو مکھن سی شے
تمہارے لئے یہ بری چیز ہے
ہمارا مقدر ہے یہ مزدوریاں
نہ میلہ نہ سسرال نہ گھی چوریاں

نوٹ: یہ نظم "دہقاں زادیاں" حسن اعرابی کے مجموعہ کلام سہاگے کے گیت میں شامل ایک طویل نظم کا حصہ ہے۔ یہ نظم 1942 میں کہی گئی جو دیہاتوں میں رہنے والی عورتوں کی حالت زار کی عکاسی کرتی ہے۔اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ہر دور میں گھروں میں ہر بات میں بیٹوں کو بیٹیوں پر فوقیت حاصل ہے خصوصا" غذا اور خوراک کے معاملے میں بیٹوں کو مائیں ترجیح دیتی ہیں۔حسن اعرابی کا تعلق ترقی پسند تحریک سے تھا لیکن وہ ایک کسان کے بیٹے تھے، اس ناطے ان کا رجحان زیادہ تر مظلوم محنت کش کسانوں، کھیت مزدور عورتوں کے مسائل اٹھانے کی طرف تھا۔

نظم۔۔۔۔۔۔ حدود آرڈیننس!

شاعر؛ زہرا نگاہ

میں اس چھوٹے سے کمرے میں
آزاد بھی ہوں اور قید بھی ہوں
اس کمرے میں ایک کھڑکی ہے
جو چھت کے برابر اونچی ہے
جب سورج ڈوبنے لگتا ہے
کمرے کی چھت پر سے گزرتا ہے
مٹھی بھر کرنوں کے زرے
کھڑکی کے اندر آتے ہیں
اک راستہ سا بن جاتا ہے
میں اس پر چلتی ہوں
اور اپنے گھر ہو آتی ہوں
میرا باپ ابھی تک میرے لئے
جب شہر سے واپس آتا ہے
چوڑی کنگھی لے کر آتا ہے
آپا میرے حصے کی روٹی
چنگیر میں ڈھک کر رکھتی ہے
پھر چڑیوں کو دے دیتی ہے
میرے دونوں بھائی اب بھی
مسجد میں پڑھنے جاتے ہیں
احکام خداوندی سارے
سنتے ہیں اور پھر دھراتے ہیں
ماں میرے غم میں پاگل ہے
بس پتھر چنتی رہتی ہے
یا دانہ چگتی چڑیوں سے
کچھ باتیں کرتی رہتی ہے
وہ کہتی جب یہ چڑیاں
سب بات اس کی سمجھ لیں گی
چونچوں میں پتھر چگ لیں گی
پنجوں میں سنگ سمو لیں گی
پھر وہ طوفان آئے گا
جس سے ہر منصف ہر ممبر
پارہ پارہ ہو جائے گا
اور میری گواہی وہ دے گا
جو سب کا حاکم اعلیٰ ہے
جو منصف عزت والا ہے

نوٹ: زہرا نگاہ پاکستان میں شاعری میں ایک معتبر اور قابل قدر نام ہے۔انہوں نے یہ نظم کئی سال پہلے ان لڑکیوں کے نام نام لکھی

اداریہ
معذوروں کا عالمی دن اور پاکستان میں ان کی حالت زار!

ہر سال عالمی سطح پر 3 دسمبر کو معذور افراد کا دن منایا جاتا ہے تاکہ عالمی برادری معذوروں کے حقوق کی بجا آوری اور اس سلسلے میں ان کو درپیش مسائل کا ازالہ کرنے کے لئے پوری توجہ مرکوز کر سکیں، خوش آئند بات یہ ہے کہ کئی ملکوں میں معذور افراد کے حقوق کے لئے قانون سازی بھی کی گئی ہے اور ان پر عمل درآمد کے لئے لائحہ عمل اور اطلاق کا نظام بھی تشکیل دیا جاتا ہے اور ان پر ان ملکوں کے عام شہریوں سے زیادہ توجہ دی جاتی ہے اور ان کا خیال رکھا جاتا ہے۔ یہ ریاست کی ذمے داری ہے کہ وہ اس کی پابندی کرے کیونکہ اپاہج افراد کو آرام، علاج ومعالجہ اور ان کی جسمانی حالت کے مطابق انہیں تعلیمی مواقع کی فراہمی، ان کو کام کرنے کے اہل بنانے کے لئے ہنرمندی کی تربیت فراہم کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ معذور افراد خود کو سماج کے دیگر افراد سے الگ تھلگ نہ سمجھیں اور عضو معطل محسوس نہ کریں۔ معذوروں کی نقل وحرکت ایک بڑا بنیادی مسئلہ ہے جو کہ ان کی زندگیوں میں آسانیاں اور سہولتیں پیدا کرنے کے لئے ناگزیر ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے جیسے پسماندہ اور غریب ملکوں میں معذوروں کی حالت زار انتہائی قابل رحم ہے کیونکہ جن گھرانوں میں معذور بچے پیدا ہوتے ہیں وہاں اہل خانہ ان کی نگہداشت صحیح طور پہ نہیں کر پاتے ۔اس ایک بڑی وجہ جہالت اور ضعیف الاعتقادی بھی ہے۔اگر دیکھا جائے تو ایسے معذوروں کی تعداد میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے جن کے والدین انہیں پولیو کے قطرے نہیں پلانے دیتے اور ایسے کئی واقعات بھی ہو چکے ہیں کہ پولیو کے قطرے پلانے والی ٹیموں میں شامل افراد کو مار ڈالا گیا اور ان پر تشدد کر کے انہیں مار بھگایا۔ایسے واقعات زیادہ تر خیبر پختونخواہ میں اور ملک کے دیگر دیہی علاقوں میں بھی ہوتے رہتے ہیں۔حالانکہ حکومت کے محکمہ صحت کی طرف سے بچوں کو پولو کے قطرے پلوانے کی مہم آئے دن شروع ہوتی رہتی ہے۔ جب عوام میں یہ شعور بھی پیدا کرنے کے لئے اس کی تشہیر بھی کی جاتی ہے کہ پولیو کے قطرے بچوں کو جسمانی اور ذہنی معذوری سے محفوظ رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہیں، جگہ جگہ اس کے مراکز صحت بھی قائم کئے گئے ہیں، کیونکہ اب تو پولیو کا کوئی بھی کیس سامنے آنے پر اس ملک کو عالمی سطح پر علیحدگی کا اندیشہ بھی بڑھ گیا ہے۔ پاکستان جیسا ملک اور سماج جو پہلے سے ہی عالمی تناظر میں انسانی حقوق کی بجا آوری کے ضمن میں منفی تاثر اور متشددانہ رویوں کے باعث عالمی تنہائی کے دہانے پر کھڑا ہے، اب اس کا متحمل نہیں ہو سکتا، خواہ اس کے پس پردہ محرکات کچھ بھی ہوں۔ ہمارے ملک میں معذور افراد کی بہتری اور بحالی کے لئے پالیسیاں اور قانون سازی بھی کی گئی ہے۔لیکن اس پر کوئی عمل درآمد نہیں کیا جاتا جس کے باعث معذوروں کو بے شمار مسائل درپیش ہیں۔ جو معذور افراد اپنے گھر والوں کی اور اپنی محنت کے باعث اپنی محنت اور کوششوں سے تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی نہ ہی انہیں تعلیم وتربیت کے مواقع دیئے جاتے ہیں اور نہ ہی معذوروں کے لئے مختص کوٹہ سسٹم کے تحت ملازمتیں میسر ہیں جو کہ ان کا قانونی اور آئینی حق ہے۔ گزشتہ دنوں ایک بار پھر قانون سازی بھی کی گئی ہے، جن میں معذور افراد کی بہتری، ان کی بحالی کے لئے آرڈیننس، قومی پالیسی مجریہ 2002، نیشنل پلان آف ایکشن 2006، سپیشل پرسنز ایکٹ 2008 اور سٹیزنز ایکٹ 2008 شامل ہیں ۔اب صورتحال یہ ہے کہ ان قوانین اور پالیسیوں پر عمل درآمد نہ ہونے کے باعث معذور افراد حکومت کے خلاف احتجاج پر مجبور ہیں۔ نابینا افراد نے حکومتی وعدوں کے مطابق ملازمتیں نہ دینے کے خلاف احتجاج کیا کیونکہ ان کے مطابق حکومت نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ 15 اکتوبر 2017 تک ان کے مطالبات پورے کر دئے جائیں گے۔ حکومت نے نابینا افراد سے وعدہ کیا تھا کہ روزمرہ اجرتیں دی جائیں گی اور کانٹریکٹ کی بنیادوں پر انہیں ملازمتیں بھی دی جائیں گی لیکن یہ وعدہ پورا نہیں کیا گیا۔ نابینا افراد نے متعدد بار احتجاج کیا ہے پولیس نے ان پر تشدد بھی کیا لیکن ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ ہم سول سوسائٹی کی تنظیمیں معذور اور محروم طبقات کے حقوق کی آواز اٹھاتے ہیں اور اٹھاتے رہیں گے لیکن کچھ ذمے داریاں ہمارے سماج اور اہل خانہ پر بھی عائد ہوتی ہیں کہ وہ اس حقیقت کو سمجھیں کہ سائنسی طور پر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپس میں یعنی کنزز میرج سے بھی اپاہج بچے پیدا ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ کئی قسم کی پیچیدگیاں ہوتی ہیں۔ اس کے لئے بھی حکومتی سطح پر عوام میں شعور و بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

ہماری رائے

ٹی وی ڈراموں میں عورتوں پر تشدد کی عکاسی اور صنفی فعالیت کی سولہ روزہ مہم کا پرچار! میڈیا کی دوعملی اور منافقت۔۔۔ضابطہ اخلاق کہاں ہے؟

لاہور۔عورتوں کے حقوق انسانی حقوق ہیں اوراس نظریے کوانسانی حقوق کے تناظر میں فروغ دے کر گھریلو،سماجی سطح پر، ریاستی ڈھانچے اوراداروں کے اندرعورتوں کو بحیثیت انسان تسلیم کرنے کی سوچ اور فکر پیدا کی جاسکتی ہے، عورت دشمن رویوں، رسوم ورواجوں کوختم کیا جاسکتا ہے۔اس وقت عورتوں کوجن مشکلات اور ظلم وتشدد کا سامنا ہے ان سے نجات کے لئے ہر مکتبہ فکراور شعوبوں کومشترکہ طور پر منظّم لائحہ عمل کے تحت جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ " قانون سازی پر عمل درآمد کی صورتحال کا جائزہ"لیا جائے ۔ہم سول سوسائٹی کی تنظیمیں عرصہ دراز سے اس مطالبے پر مسلسل اصرار کرتی چلی آرہی ہیں کہ عورتوں کے لئے قانون سازی پر عمل درآمد کے لئے کوئی موثر نظام تشکیل دیا جائے تاکہ عورتوں کوان قوانین کے فوائد حاصل ہوسکیں ایسا نظام وضع نہ ہونے سے عورتوں کی انصاف تک رسائی ممکن نہیں ان قوانین پر عمل درآمد نہ ہونے کے باعث عورتوں پر تشدد اور جرائم میں اضافہ ہورہا ہے خصوصا" عورتوں اور نوجوان لڑکیوں پر تیزاب پھینک کران کے چہرے بگاڑ دینا انتہائی گھناؤنا جرم ہے لیکن ہمارے ہاں مارکیٹوں میں سرعام تیزاب کی خرید وفروخت جاری ہے اوراب تو پیٹرول کی خرید وفروخت بھی سرعام جاری ہے۔یہ انسانیت کے خلاف ایک انتہائی اور مجرمانہ غفلت ہے کیونکہ تیزاب اور پیٹرول کی عام اور آزادانہ خرید وفروخت ایسیسماج دشمن عناصر کو کھلے عام جرائم کی دعوت دینے کے مترادف ہے اور جبکہ ہمارے جیسے سماجوں میں جہاں عورتوں کے خلاف جرائم اور تشدد عام ہے اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو بھی حکومتی پیمانے پر عورتوں پر تشدد کے خاتمے کے لئے کوئی ترغیبی پروگراموں کا حصہ نہیں بنایا گیا اور نہ ہی انہیں اس بارے میں کسی قسم کی صنفی حساسیت کے متعلق معلومات اور آگاہی حاصل ہیں تو اس سارے تناظر میں یہ قانون نافذ کرنیوالے ادارے عورتوں پر تشدد جیسے قبیح عمل کو گھریلو معاملہ قرار دے کر رفع دفع کردیتے ہیں۔حالانکہ انہیں یہ باور کرانا انتہائی اہم ہے کہ عورتوں پر تشدد خواہ گھروں کے اندر ہو یا کہیں باہر یہ گھریلو معاملہ قرار نہیں دیا جاسکتا اور یہ عورتوں کے خلاف تشدد ہے اور قانونی پکڑ اور چارہ جوئی ضروری ہے ،اس کے خلاف قانون سازی پر بھی تاحال عملدرآمد نہ ہونے سے قانون سازی کا عورتوں کو ابھی تک کوئی فائدہ نہیں ہوا۔قوانین پر اطلاق کا موثر نظام عمل فوری طور پر تشکیل دیا جائے۔گھریلو تشدد کے علاوہ کام کی جگہوں پر عورتوں نے خواتین ارکان اسمبلی سے سوالات کئے،اپنے دکھوں اور مسائل پر آواز اٹھائی ہے اوراس پر احتجاج کیا ہے کہ ان کا کوئی پرسان حال نہیں، وہ نامساعد حالات کا شکار ہیں اور انتہائی جنسی طور پر حراساں کرنے،عورتوں پر تیزاب پھینکنے،اور عورتوں کے خلاف جاری فرسودہ رسوم ورواجوں کے خاتمے جیسے قوانین کی اہمیت کو اٹھانے کی ضرورت اب بہت بڑھ گئی ۔اس ضمن میں ذرائع ابلاغ کا کردار اپنی جگہ اہم ہے لیکن افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ ہمارا میڈیا خصوصی طور پر ہمارے چینلز پر دکھائے جانے والے ڈرامے جو کہ لوگ بہت شوق سے دیکھتے ہیں،ان میں عورتوں پر تشدد کے ایسے بھیانک مناظر دکھائے جاتے ہیں کہ جن سے نہ صرف عورتوں کی کردارکشی کی جاتی ہے بلکہ متشدد ذہنیتوں کی تشکیل میں یہ ڈرامے اضافے کا باعث بن رہے ٹی وی چینلز اپنی ریٹنگ بڑھانے کے لئے اپنے پیش کردہ ڈراموں میں عورتوں پر تشدد دکھانے جیسے مناظر اپنی ریٹنگ بڑھانے کے لئے پیش کرتے ہیں لیکن انہیں شائد احساس نہیں کہ ان کے تشدد سے بھرپور مناظر والے ڈرامے گھروں اور سماج میں عورتوں پر عملی طور پر جو ظلم ڈھا رہے ہیں۔یہ ہماری عورتوں،ان کے بچوں اور ہماری قوم پر کسقدر خوفناک اثرات مرتب کررہے ہیں اور پوری عالمی برادری کو پاکستانی سماج کے بھیانک چہرے کی عکاسی کررہے ہیں اور عورتوں کے بارے میں بے حد منفی پیغام دے رہے ہیں اور پاکستان کا بہت ہی منفی تصور پیش کررہے ہیں کہ پاکستانی قوم بربریت اور وحشیانہ مزاج اور جرائم کی علم بردار ہے، ہمارا میڈیا خود ہی یہ فیصلہ کرے کہ کیا چینلز اپنی ریٹنگ بڑھانے کے لئے کوئی مثبت لائحہ عمل نہیں اختیار کرسکتے جبکہ انہی چینلز پر عالمی سطح پر ہونے والی عورتوں پر تشدد کے خلاف صنفی فعالیت کی سولہ روزہ مہم 25 نومبر سے 10 دسمبر تک جاری رہتی ہے، کے حوالے سے بھی تشہیر ہوری ہے۔اس کا کوئی فائدہ ہے کہ ایک طرف تو عورتوں پر بے پناہ تشدد ڈراموں میں دکھایا جائے اور دوسری طرف یہ پرچار کیا جائے کہ ہم بھی عورتوں کے خلاف تشدد کے خاتمے کے لئے سولہ روزہ مہم چلارہے ہیں۔یہ دوعملی ہے یا منافقت! ہمارے میڈیا کا ضابطہ اخلاق اور پیمرا اس بارے میں کیا کوئی لائحہ عمل بناسکتا ہے؟ (ادارہ)

آواز اور جوابدہی پروگرام کے تحت

عورتوں کے خلاف تشدد کے خاتمے کے لئے صنفی فعالیت کی سولہ روزہ مہم!

تشدد سے پاک گھروں پر کاسنی پرچم لہرانے لگے

رپورٹ:فرزانہ ممتاز

عورتوں پر تشدد کے خاتمے کے لئے ہر سال پوری دنیا میں 25۔نمبر سے 10۔دسمبر تک صنفی فعالیت کی سولہ روزہ مہم چلائی جاتی ہے۔10۔دسمبر کیونکہ عالمی یوم انسانی حقوق کے طور پر منایا جاتا ہے اس لئے عورتوں پر تشدد کے خاتمے کو عورتوں کے انسانی حقوق سے جوڑا جاتا ہے،تاکہ گھریلو،سماجی اور ریاستی سطح پر عورتوں کو بحیثیت انسان تسلیم کرانے کے لئے شعور اور بیداری پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ عورتوں پج تشدد کی روک تھام اور خاتمے کیلیۓ آواز اٹھائی جاتی رہے اور عوام میں شعور وآگاہی پیدا کی جاسکے۔ ساؤتھ ایشیاء پارٹنرشپ ۔پاکستان کے آواز اور جوابدہی پروگرام کے تحت آواز ضلع لاہور فورم کے تحت ایک اجلاس سیپ۔پاکستان کے لاہور دفتر میں منعقد کیا گیا،جس میں ضلع لاہور کے مختلف آگاہی مراکز کی ریسورس پرسنز،فوکل پرسنز،فورم کے ممبران اور امن کاروں کے علاوہ یونین کونسلرز نے بھی شرکت کی ۔اس اجلاس کے سہلکار سیپ پاکستان کے پروگرام کوارڈینیٹر اسد عباس شاکر اور نیشنل کوآرڈ ریشم عدنان تھیں۔شرکا نے سب سے پہلے ضلع لاہور فورم کی سابقہ سرگرمیوں کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے مختلف نوعیت کے تحشدد کی روک تھام اور امن کے فروغ کے لئے کیا کیا کام کئے ۔اجلاس میں موجود کونسلرز نے بتایا کہ انہوں نے محرم سے پہلے قیام امن اور شر پسندی کی روک تھام کے لئے اپنے علاقوں میں ایسے بینرز لگوائے اور لوگوں سے بات چیت کی تاکہ محرم کے دوراں کوئی ناخوشگوار واقع رونما نہ ہونے پائے۔ہمارے ان اقدامات کو لوگوں نے سراہا کہ مسائل کے حل ہم مل بیٹھ کر کریں تو اس سے بہتر اور مثبت راستے پیدا کئے جاسکتے ہیں اور فرقہ واریت کے خلاف لوگوں کے ذہنوں کو تیار کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔انہوں نے مثال پیش کی کہ ہمارے علاقہ میں میں لجناح کا جلوس نکلتا ہے اور ہر سال کوئی نہ کوئی فساد ہقنے کا خدشہ ہوتا ہے کیونکہ اس علاقہ کت کچھ نوجوان اس پر اعتراض کرتے ہیں ۔اس پر ہم نے ان نوجوانوں اوتر عاقے کے دیگر افراد کے سات مل بیٹھ کر بات چیت کی اور حکمت علی بنائی کہ جلوس اپنے روٹ پر نکلے گا اور صرف ایک دن کی تو بات ہے اس پر ہم اپنے آپس کے تعلقات کیوں خراب کریں کہ ہم آپس میں عرصہ دراز سے یہاں رہتے چلے آرہے ہیں تو پھر یہ کوئی مناسب نہیں کہ ہم ایک دوسرے کو برداشت نہ کریں کیونکہ ہم نے اور ہمارے بچوں نے تو آئندہ بھی یہیں رہنا ہے اس لئے ہمیں فروعی مسائل کو تنازعات کی شکل دینے سے ہمیشہ گریز کرنا چاہئے۔فرزانہ ڈیال نے ڈیال کے علاقے میں آگاہی سینٹر کی کارکردگی کے بارے میں بتایا کہ کس طرح سے اس میں بین المذاہب ہم آہنگی پیدا کرنے ک لئے کام کیا گیا اس علاقے میں اہل تشیع اور عیسائی ایک ساتھ رہتے ہیں لیکن یہاں بھی محرم کے موقع پر پیش بندی کی حکمت عملی کے تحت تنازعات کی روک تھام کی گئی کیونکہ عیسائی کیمونیٹی اور اہل تشیع نے مل کر وہاں کوئی گھگڑا نہیں ہونے دیا انہوں نے بین المذاہب آہنگی اور فرقہ واریت کی روک تھام ک لئے آگاہی مرکز کے کردار کو موثر قرار دیا۔انہوں نے بتایا کہ بیٹی کی پیدائیش کی وجہ سے ایک عورتکواس کے شوہر اور ساس نندوں نے مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اوراس کو اس کے میکے بھیج دیا گیا ۔وہ لڑکی بہت روئی اور اس نے آگاہی سینٹر سے رجوع کیا کہ وہ اپنے چہر کے ساتھ رہنا چاہتی ہے ،جس پر ہم نے مل بیٹھ کر اس کے شوہر کو سمجھایا کہ اس طرح تم اپنی بیٹی کی بھی زندگی برباد کردوگے اور تمہارا گھر اجڑ جائے گا۔بچی کی پیدائیش میں تماری بیوی کا کوئی قصور نہیں تھا کیونکہ بیٹی کی ولادت باپ کی سیل کے باعث ہوتی ہے اور یہ قدرتی امر ہے، اس میں عورت کا کوئی عمل دخل نہیں وہ تو نوماہ بچے کو اپنے پیٹ میں پالتی ہے اور اپنی ہڈیوں اور گوشت پوست سے بچے کی تخلیق کرتی ہے۔وہ ہمارے سمجھانے سے اس عورت کے شوہر اور سسرال والوں کو بات سمجھ میں آگئی اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گئے۔اسی طرح ایک مرد نے دوسری شادی کرنے سے پہلے اپنی پہلی بیوی سے اجازت نہیں لی تھی اور وہ دس سالوں سے دوسری بیوی کے ساتھ رہ رہا تھا،کسی کو اس کا پتہ نہیں چلا،اس نے اس بیوی کو الگ گھر بھی لے کر دیا ہوا تھا ۔جب اس کے حالات خراب ہوئے تو اس نے کہا کہ وہ دونوں بیویوں اکٹھا رکھے گا زدوری کر کے بچوں کو پال رہی تجی لیکن اس کی پہلی بیوی جو کہ کسی فیکٹری میں محنت کرتی تھی س نے ساتھ رہنے سے انکار کردیا۔اس مرد کو بتایا گیا کہ اول تو اسکو پہل بیوی بچوں کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کرنیس لانا چاہتا کی کیا ضرورت تھی اور اگر کرنی تھی تو اس کے قانونی تقاضے پورے کرتا اور پہلی بیوی سے اجازت لیتا۔اس مرد نے نتایا کہ اس کو اس قانون کے بارے میں کوئی معلووں کی وجی سے بیٹی کو گھر واپیلو جھگڑ گھرماد کے مات نہیں تھیں۔اسی طرح کے ایک اور کیس میں ایک باپ نے بیٹی کو طلاق دلوانے کے لئے یونین کونسل سے رجوع کیا لیکن بیٹی اپنے گھر میں آباد ہونا چاہتی تھی جبکہ باپداماد کے لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے بھٹی کو واپس اپنے گھر لانا تھا۔داماد نے بچے بھی چھین لئے لیکن یونین کونسل کے چیئرمین نے چوبیس گھنٹوں کتوے اندر ماں کو بچے واپس دلوائے۔فرزانہ ڈیال نے بتایا کہ یونین کونسل اور آگاہی سینٹر کی سطح پر ایسے کیس آتے ہیں جنہیں مل جل کر حل کیا جاتا ہے تاکہ عورتوں پر تشدد کا خاتمہ ممکن ہو۔اجلاس میں صنفی فعالیت کے سولہ روزہ مہم کے سلسلے میں ایل لائحہ عمل بھی مرتب کیا گیا جس میں جرائم اور گھریلو تشدد کا شکار ہونے والی عورتوں کی یاد میں آگاہی سینٹرز میں اکٹھ اپنوں کی یاد میں! کرنے کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ گذشتہ سال اس موقع پر یہ کیا گیا کہ ایسے گھروں کی چھتوں پر کاسنی رنگ کے پرچم لہرائے گئے جو تشدد سے پاک تھے اور عمل ان گھر والوں کے ساتھ باہم بات چیت اوران کی رضامندی سے لگائے گئے تاکہ ایسے گھر لوگوں کو دور سے آئیں اور انہیں بھی ترغیب حاصل ہو کہ وہ بھی اپنے گھروں کی عورتوں پر تشدد نہ کریں۔اس بار بھی لائحہ عمل میں اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ عورتوں پر تشدد کے خاتمے کی سولہ روزہ مہم کے ضمن میں ان گھروں پر کاسنی رنگ کے پرچم لہرائے جائیں گے جن گھروں میں عورتوں پر تشدد نہیں کیا جاتا ۔اس کے علاوہ آگاہی مراکز میں عورتوں پر تشدد کے خاتمے کے لئے خصوصی طور پر اکٹھ کئے جائیں گے۔

عالمی دن اوران کی اہمیت

2۔نومبر،2017۔صحافیوں کے خلاف جرائم کے خاتمہ کی جدوجہد کا بین الاقوامی دن۔

5۔نومبر،2017۔جنگی تنازعات اور جنگوں کے متنازع ماحول سے پیداشدہ امتیازی رویوں کی روک تھام کا عالمی دن۔

5 ۔نومبر, 2017۔سونامی طوفان کے بارے میں معلومات کی فراہمی کا عالمی دن۔

10۔نومبر, 2017 امن اور ترقی کے لئے سائنس کے استعمال کا عالمی دن۔

14 نومبر،2017۔عالمی یوم زیابیطس۔

16۔نومبر،2017۔رواداری کا عالمی دن۔

17۔فلسفے کا بین الاقوامی دن۔

20۔نومبر 2017،عالمی یوم اطفال۔

20 ۔نومبر،2017 , ٹریفک حادثات میں جاں بحق ہونے والوں کی یاد منانے کا عالمی دن۔

21۔نومبر،2017۔فلسطینی عوام کا ساتھ اظہار یک جہتی کا بین الاقوامی دن۔

25۔نومبر،2017،عورتوں پر تشدد کے خاتمے کا بین الاقوامی دن۔

دسمبر 2017 کے عالمی دن

یکم دسمبر، 2017،ایڈز کے خاتمے کا عالمی دن۔

2۔دسمبر،2017،غلامی کے خاتمہ کے لئے جدوجہد کا بین الاقوامی دن۔

3۔دسمبر 2017،معذوروں کا عالمی دن۔

5دسمبر،2017 عالمی یوم ارض۔

7۔دسمبر 2017،شہری ہوابازی کا عالمی دن۔

9۔دسمبر 2017،بدعنوانیوں کے خاتمے کے لئے جدوجہد کا بین الاقوامی دن۔

9 دسمبر،2017،نسل کشی کا شکار ہونے والوں کے احترام اوراس جرم کے خلاف جدوجہد کا عالمی دن

10 دسمبر 2017۔عالمی یوم انسانی حقوق۔

11۔دسمبر 2017۔کہساروں کا عالمی دن۔

18۔دسمبر 2017،مہاجرین کا عالمی دن۔

20۔دسمبر 2017،انسانی یک جہتی کا عالمی دن۔

دیرپا ترقیاتی مقاصد

ترقیاتی مقاصد حاصل کرنے کے لئے عملی اقدامات کی اشد ضرورت ہے!

سنہ2000 کے اوائل میں اقوام متحدہ نے صدی کے ترقیاتی مقاصد بنائے کہ سنہ1001-2015 تک دنیا کے ممالک اپنے اپنے ملکوں سے غربت، بے روزگاری، بھوک، زچہ بچہ کی اموات میں کمی، تعلیم کی شرح میں کمی جیسے مسائل کو ختم کریں گے یا ان میں کمی لائیں گے، یہ مقاصد حاصل کرنے کے لئے ان کو مختلف قسم کے ترقیاتی کام کرنا ہوں گے، قوانین اور پالیسیاں بنانی ہوں گی لیکن2015 بھی گزر گیا اور حالات وہیں کے وہیں رہے۔ چنانچہ اقوام متحدہ نے مندرجہ ذیل پائیدار ترقیاتی مقاصد بنائے اور اس پر بہت سے ممالک بشمول پاکستان نے دستخط کئے کہ 2030 تک ہم مندرجہ ذیل پر کام کریں گے اور ان میں بہتری لائیں گے۔1 ۔2030 تک ہر جگہ پر، سب لوگوں کے لئے انتہائی غربت کا خاتمہ، جس کا موجود پیمانہ یہ ہے کہ 1.25 ڈالر یومیہ سے کم پر زندگی بسر کرنے والے لوگ ہیں 1.۔2030 تک ایسے تمام مردوں، عورتوں اور بچوں کے تناسب میں کم و بیش نصف تک کمی لانا جو قومی تعریفوں کی رو سے کسی بھی طرح کی غربت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔.1۔انتہائی نچلے طبقات سمیت سب کے لئے سماجی تحفظ کے ملکی لحاظ سے موزوں اور اقدامات پر عملدرآمد2030 تک غربت اور اس کے خطرے کا شکار افراد کو خاطر خواہ حد تک ان کے دائرے میں لانا۔2030.4 تک اس بات کو یقینی بنانا کہ تمام مردوں اور بالخصوص غربت اور اس کے خطرے کا شکار افراد کو معاشی وسائل کے ساتھ ساتھ بنیادی خدمات، اراضی و املاک کی دیگر شکلوں کی ملکیت اور ان پر کنٹرول، وراثت، قدرتی وسائل، موزوں نئی ٹیکنالوجی اور مالیاتی خدمات بشمول مائیکرو فنانس تک رسائی کے مساوی حقوق حاصل ہوں ۔ 1 2030 تک غربت اور خطرناک حالات سے دوچار افراد کی مقابلے کی صلاحیت بہتر بنانا اور آب و ہوا سے متعلق انتہائی نوعیت کے واقعات اور دیگر معاشی، سماجی و ماحولیاتی دھچکوں اور آفات سے ان کا واسطہ اور انہیں درپیش خطرات کم کرنا ۔ 1۔متعدد ذرائع بشمول بہتر ترقیاتی تعاون کے ذریعے وسائل کو نمایاں حد تک فعال بنانا تاکہ ترقی پذیر ملکوں بالخصوص کم ترقی یافتہ ملکوں کو ہر طرح کی غربت کے خاتمہ کے پروگراموں اور پالیسیوں پر عملدرآمد کے لئے موزوں اور عملی طریقے مہیا کئے جا سکیں۔1.b۔غربت کے خاتمہ کے اقدامات پر سرمایہ کاری تیز کرنے میں مدد کے لئے غریب حامی اور صنفی پہلوؤں کو مدنظر رکھنے والی ترقیاتی حکمت عملیوں کی بنیاد قومی، علاقائی اور بین الاقوامی سطحوں پر عمدہ پالیسی ڈھانچے تشکیل دینا۔**غربت کا خاتمہ، خوارکی سلامتی اور بہتر غذائیت کا حصول اور دیرپا زراعت کا فروغ** 2۔ 2030 تک بھوک کا خاتمہ اور تمام لوگوں غربت اور خطرناک حالات سے دوچار افراد بشمول شیرخوار بچوں کی پورا سال محفوظ، غذائیت بخش ااور خاطر خواہ مقدار میں خوراک تک رسائی یقینی بنانا۔2۔ 2030 تک ہر قسم کی ناقص غذائیت کا خاتمہ بشمول2025 تک پانچ سال سے کم عمر بچوں میں پستہ قد اور جسمانی کمزوری سے متعلق بین الاقوامی طور پر طے شدہ اہداف کا حصول اور بالغ لڑکیوں، حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین اور بزرگ افراد کی غذائی ضروریات کو پورا کرنا۔2۔ 2030 چھوٹے پیمانے پر اشیائے خوردنوش پیدا کرنے والے کارکنوں، بالخصوص خواتین، مقامی افراد، کسان خاندانوں، ماہی گیروں کی زرعی پیداواری صلاحیت اور آمدنی کو دوگنا کرنا جس کے طریقوں میں اراضی، دیگر پیداواری ذرائع و اشیاء، علوم، مالیاتی خدمات اور منڈیوں کے علاوہ بہتر افادیت اور غیر زرعی روزگار کے مواقع تک محفوظ اور مساوی رسائی بھی شامل ہیں۔2.4 2030 تک دیرپا خوراک کی پیداواری نظام یقینی بنانا اور ناسازگار حالات کے مقابلے کی صلاحیت رکھنے والے زرعی طریقوں پر عملدرآمد جو پیداواری صلاحیت اور پیداوار میں اضافہ کریں، ماحولیاتی نظاموں کو موجود شکل میں برقرار رکھنے میں مدد دیں، طرز زندگی آب و ہوا کی تبدیلی، انتہائی نوعیت کے موسمی حالات، خشک سالی، سیلاب اور دیگر آفات کے مطابق ڈھالنے کی استعداد مستحکم بنائیں، اور زمین و اراضی کے معیار کو بتدریج بہتر بنائیں۔2.5 2020 تک بیجوں، کاشت شدہ پودوں اور پالتو اور گھریلو جانوروں اور دیگر متعلقہ جنگلی حیات کے جنیاتی تنوع کو برقرار رکھنا جس کے اقدامات میں قومی، علاقائی و بین الاقوامی سطحوں پر بیجوں اور پودوں کے عمدہ انتظام پر مبنی اور متنوع بینک قائم کرنا اور جنیاتی وسائل اور متعلقہ روایتی علوم کے استعمال سے ہونے والے ثمرات کی بین الاقوامی طور پر طے شدہ طریقے سے منصفانہ اور مساویانہ شراکت تک رسائی یقینی بنانا بھی شامل ہیں۔2.a دیہی بنیادی ڈھانچے، زرعی تحقیق و توسیعی خدمات، ٹیکنالوجی کی ترقی اور پودوں اور مویشیوں کے جنیاتی بینکوں پر بہتر سرمایہ کاری کرنا جس میں بہتر بین الاقوامی تعاون بھی شامل ہیں، تاکہ ترقی پذیر ملکوں بالخصوص کم ترقی یافتہ ملکوں میں زرعی پیداواری استعداد کو بہتر بنایا جا سکے۔2.b عالمی زرعی منڈیوں پر تجارتی پابندیوں اور رکاوٹوں کی درستی اور روک تھام کرنا جا کے اقدامات میں ہر قسم کی زرعی برآمدی سب سڈیز اور تمام برآمدی اقدامات کا دوہا ڈویلپمنٹ راؤنڈ کے مینڈیٹ کے مطابق مساوی نفاذ بھی شامل ہے۔2.c خوراک کی اشیاء کی منڈیوں اور ان سے ماخوذ اشیاء کی موزوں کارکردگی یقینی بنانے کے لئے اقدامات کرنا اور منڈی کی معلومات بشمول خوراکی قیمتوں کی انتہائی متلون نوعیت کو محدود کرنے میں مدد دی جا سکے۔**صحت مند زندگیاں یقینی بنانا اور ہر عمر کے فرد کی فلاح کو فروغ دینا** 3.1 2030 تک ماؤں کی عالمی شرح اموات کو 100,000 زندہ بچوں کی پیدائش پر اوسطاً70 اموات سے کم سطح پر لانا۔3.2 2030 تک خطرناک کیمیائی مواد اور ہوا، پانی اور مٹی کی آلودگی سے ہونے والی اموات اور بیماریوں کی تعداد میں خاطر خواہ کمی لانا۔ 3 2030 تک ایڈز، تپ دق، ملیریا او آشوب چشم کا شکار امراض کی وباؤں کا خاتمہ کرنا اور ہیپاٹائٹس، پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں اور دیگر متعدی امراض کی روک تھام کرنا۔4 2030 تک غیر متعدی امراض سے ہونے والی قبل از وقت موات کی شرح کی روک تھام اور علاج معالجے کے علاوہ ذہنی صحت اور فلاح کے فروغ کے ذریعے انہیں ایک تہائی تک کم کرنا۔5۔مختلف مواد کے غلط استعمال بشمول منشیات کے غلط استعمال اور الکوحل کے ضرر رساں استعمال کی روک تھام اور علاج معالجہ کو مستحکم بنانا۔3.6 2020 تک سڑک کے ٹریفک کے حادثات سے دنیا بھر میں ہونے والی اموات اور زخمی افراد کی تعداد کو نصف تک لانا۔ 3.7 2030 تک جنسی و تولیدی حفظانِ صحت کی خدمات بشمول خاندانی منصوبہ بندی، معلومات اور شعور و آگاہی تک سب لوگوں کی رسائی کو یقینی بنانا اور تولیدی صحت کو قومی حکمت عملیوں اور پروگراموں میں ضم کرنا۔8 سب کے لئے حفظانِ صحت بشمول مالی خطرات سے تحفظ، حفظانِ صحت کی لازمی معیاری خدمات تک رسائی اور سب کے لئے محفوظ، موثر معیاری اور باکفایت ضروری ادویات اور ویکسین تک رسائی ممکن بنانا۔3.9 2030 تک خطرات کیمیائی مواد اور ہوا، پانی اور مٹی کی آلودگی سے ہونے والی اموات اور بیماریوں کی تعداد میں خاطر خواہ کمی لانا۔3.a تمام ملکوں میں جیسا کہ موزوں ہو، تمباکو پر قابو پانے کے لئے عالمی ادارہ صحت کے فریم ورک کنونشن پر عملدرآمد کو مستحکم بنانا۔3.b بنیادی طور پر ترقی پذیر ملکوں کو متاثر کرنے والے متعدی اور غیر متعدی امراض کے لئے ویکسین اور ادویات پر تحقیق اور ان کی تیاری میں معاونت فراہم کرناTRIPS معاہدہ اور صحتِ عامہ پر دوہا اعلامیہ کے مطابق باکفایت ضروری ادویات اور ویکسین تک رسائی فراہم کرنا جس میں ترقی پذیر ملکوں کے اس حق کو تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ صحت عامہ کے تحفظ اور بالخصوص سب کو ادویات تک رسائی فراہم کرنے کے لئے دانشورانہ ملکیتی حقوق کے تجارت سے متعلق پہلوؤں پر معاہدہ کی لچکدار دفعات سے بھرپور انداز میں استفادہ کر سکتے ہیں ۔3.c ترقی پذیر ملکوں، بالخصوص کم ترقی یافتہ ملکوں اور چھوٹی جزیرہ ترقی یافتہ ریاستوں میں شعبہ صحت پر سرمایہ کاری اور شعبہ صحت کی افرادی قوت کی بھرتی، ترقی، تربیت اور تسلسل میں خاطر خواہ اضافہ کرنا 3.d قومی اور عالمی صحت کے خطرات پر بروقت انتباہ، خطرات میں کمی اور ان سے نمٹنے کے لئے تمام ملکوں بالخصوص ترقی پذیر ممالک کی استعداد مستحکم بنانا۔**سب کی شمولیت اور برابری پر مبنی معیاری تعلیم یقینی بنانا اور سب کے لئے زندگی بھر سیکھنے کے مواقع کو فروغ دینا**۔4.1 2030 تک یقینی بنانا کہ تمام لڑکیاں اور لڑکے مفت، مساوی اور معیاری پرائمری و سیکنڈری تعلیم حاصل کریں جس کی بدولت متعلقہ اور موثر تدریسی نتائج حاصل کئے جا سکیں۔2. 2030 تک یقینی بنانا کہ تمام لڑکوں اور لڑکیوں کو اوائل بچپن کی معیاری تربیت، نگہداشت اور قبل از پرائمری تعلیم کے لئے تیار ہو سکیں۔4.3 2030 تک تمام مردوں اور عورتوں کی باکفایت اور معیاری تکنیکی، پیشہ وارانہ اور اعلیٰ تعلیم بشمول یونیورسٹی تک مساوی رسائی یقینی بنانا۔4.4 2030 تک ایسے نوجوانوں اور بالغ افراد کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ کرنا جو روزگار، شائستہ ملازمتوں اور ذاتی کاروبار کے لئے متعلقہ مہارتوں بشمول تکنیکی اور پیشہ وارانہ مہارتوں سے لیس ہوں۔4.5 2030 تک شعبہ تعلیم میں اصناف کے درمیان پائے جانے والے فرق کو دور کرنا اور غیر محفوظ افراد بشمول معذور افراد، قدیم مقامی افراد اور خطرناک حالات سے دوچار بچوں کے لئے ہر سطح کی تعلیم اور پیشہ وارانہ تربیت تک مساوی رسائی یقینی بنانا۔4.6 2030 تک یقینی بنانا کہ تمام نوجوانوں اور ایک خاطر خواہ تناسب میں مردوں اور عورتوں سمیت بالغ افراد خواندگی اور حساب کتاب کی صلاحیت حاصل کر لیں ۔4.7 2030 تک یقینی بنانا کہ تمام طلبہ دیرترقی کے فروغ کے لئے درکار علوم اور مہارتیں حاصل کر لیں۔جن میں دیگر کے علاوہ دیرپا ترقی کے لئے تعلیم اور دیرپا طرز زندگی، انسانی حقوق، صنفی مساوات، امن و عدم تشدد کے کلچر کا فروغ، عالمی شہریت اور ثقافتی تنوع کی پذیرائی کے ساتھ ساتھ دیرپا ترقی میں ثقافت کا کردار بھی شامل ہیں۔4.a ایسی تعلیمی سہولیات کی تعمیر اور انہیں اپ گریڈ کرنا جن میں بچوں اور معذور افراد کی ضروریات اور صنفی پہلوؤں کا خیال رکھا گیا ہو اور جو سب کے لئے سیکھنے کے محفوظ، غیر تشدد اور موثر ماحول فراہم کرنا4.b 2020 تک ترقی پذیر ملکوں بالخصوص کم ترقی یافتہ ملکوں، چھوٹی جزیرہ ترقی پذیر ریاستوں اور افریقی ممالک کے لئے ترقی یافتہ مالک اور دیگر ترقی پذیر ملکوں میں اعلیٰ تعلیم بشمول پیشہ وارنہ تربیت اور اطلاعاتی و ابلاغی ٹیکنالوجی میں داخلے کے لئے دستیاب وظائف کی تعداد میں عالمی سطح پر خاطر خواہ اضافہ کرنا۔4.c 2030 تک اہلِ اساتذہ کی رسد میں خاطر خواہ اضافہ کرنا جس کے اقدامات میں ترقی پذیر ملکوں بالخصوص کم ترقی ملکوں بالخصوص کم ترقی یافتہ ملکوں چھوٹی جزیرہ ترقی پذیر ریاستوں اساتذہ کی تربیت کے لئے بین الاقوامی تعاون بھی شامل ہے۔**صنفی مساوات ممکن بنانا اور تمام خواتین اور لڑکیوں کو بااختیار بنانا۔** 5.1 خواتین اور لڑکیوں کے خلاف ہر جگہ ہر طرح کے امتیاز کا خاتمہ کرنا5.2 تمام خواتین اور لڑکیوں کے خلاف سرعام اور نجی گھوں پر ہر طرح کے تشدد؛ بشمول سمگلنگ اور صنفی و دیگر اقسام کے استحصال کا خاتمہ کرنا5.3 تمام ضرر رساں مروجہ طریقوں بشمول بچپن، کم سنی اور زبردستی کی شادی اور نسوانی اعضاء مسخ کرنے کا خاتمہ5.4 بلا معاوضہ نگہداشت اور گھریلو کام کی قدر و قیمت تسلیم کرنے کے لئے عوامی خدمات، بنیادی ڈھانچے اور سماجی تحفظ کی پالیسیاں مہیا کرنا اور گھرانے اور خاندان میں مشترکہ ذمہ داری کو فروغ دینا جیسا کہ قومی سطح پر موزوں ہو۔5.5 سیاسی، معاشی اور عوامی زندگی میں ہر سطح کی فیصلہ سازی میں خواتین کی بھرپور اور موثر شمولیت اور قیادت کے مساوی مواقع یقینی بنانا5.6 جنسی و تولیدی صحت اور تولیدی حقوق تک سب کی رسائی یقینی بنانا جیسا کہ آبادی اور ترقی پر بین الاقوامی کانفرنس کے عملی پروگرام اور بیجنگ پلیٹ فارم فار ایکشن اور ان کی جائزہ کانفرنسوں سے حاصل ہونے والی دستاویزات میں طے کئے گئے ہیں۔5.a خواتین کو معاشی وسائل پر مساوی حقوق دینے کے علاوہ اراضی املاک کی دیگر صورتوں، مالیاتی خدمات، وراثت اور قدرتی وسائل کی ملکیت اور کنٹرول تک ملکی قوانین کے مطابق رسائی دینے کے لئے اصلاحات کرنا ۔ 5.b خواتین کو بااختیار بنانے کے رجحان کو فروغ دینے کے لئے سازگار ٹیکنالوجی بالخصوص اطلاعاتی و ابلاغی ٹیکنالوجی کے استعمال میں اضافہ کرنا5.c صنفی مساوات اور تمام خواتین اور لڑکیوں کو ہر سطح پر بااختیار بنانے کے رجحان کے فروغ کے لئے عمدہ پالیسیاں اور قابل نفاذ قوانین اپنانا اور انہیں مستحکم بنانا۔

سب کے لئے پانی اور سینی ٹیشن سہولیات کی دستیابی اور دیرپا مینجمنٹ یقینی بنانا6.1 2030 تک پینے کے محفوظ اور باکفایت پانی تک سب کے لئے، ہر جگہ، ہر مساوی رسائی یقینی بنانا6.2 2030 تک سب کے لئے موزوں اور مساوی سینی ٹیشن اور حفظانِ صحت کی سہولیات رسائی یقینی بنانا جس میں کواتین اور لڑکیوں کے علاوہ غیر محفوظ حالات سے دوچار افراد کی ضروریات پر خاص توجہ دی جائے گی۔6.3 2030 تک پانی کا معیار بہتر بنانے کے لئے آلودگی کم کرنا، کوڑے کے ڈھیر ختم کرنا اور خطرناک کیمیائی و دیگر مواد کے اخراج کو کم سے کم کرنا، کثافتیں دور کرنے کے عمل سے نہ گزارے گئے۔فالتو پانی کا تناسب نصف کرنا اور عالمی سطح پر ری سائیکلنگ اور محفوظ دوبارہ استعمال میں خاطر خواہ اضافہ کرنا6.4 2030 تک تمام شعبوں میں پانی کے عمدہ طریقے سے استعمال میں خاطر خواہ اضافہ اور پانی کی قلت دور کرنے اور پانی کی قلت کا شکار افراد کی تعداد خاطر خواہ حد تک کم کرنے کے لئے تازہ پانی کی دیرپاہ انداز میں پس قدمی اور رسد یقینی بنانا۔6.5 2030 تک ہر سطح پر آبی وسائل کے باہم مربوط انداز میں عمدہ استعمال کا اہتمام کرنا، جس کے اقدامات میں سرحدوں سے ماورا تعاون جہاں ضروری ہو بھی شامل ہے۔6.6 2020 تک پانی سے متعلق ماحولیاتی نظاموں، بشمول پہاڑوں، جنگلات، نم زمینوں، دریاؤں، زیر زمین ذخائر اور جھیلوں کا تحفظ اور بحالی6.a 2030 تک ترقی پذیر ملکوں کے لئے پانی اور سینی ٹیشن سے متعلق سرگرمیوں بشمول بارش کے پانی سے کاشت، سیم و تھور کا خاتمہ، پانی کا عمدہ استعمال، فالتو پانی کو کثافتوں سے پاک کرنے کا عمل، ری سائیکلنگ اور دوبارہ استعمال کی ٹیکنالوجیز میں بین الاقوامی تعاون میں اضافہ اور تعمیر استعداد مین معاونت فراہم کرنا6.b پانی اور سینی ٹیشن سے متعلق امور بہتر بنانے میں مقامی لوگوں کی شمولیت میں مدد دینا اور اسے مستحکم بنانا۔**باکفایت، قابل اعتماد، دیرپا اور جدید توانائی تک سب کی رسائی یقینی بنانا** 7.1 2030 تک توانائی کی باکفایت، قابل اعتبار اور جدید خدمات تک سب کی اور ہر جگہ رسائی یقینی بنانا۔7.2 2030 تک توانائی کے عالمی ذرائع میں قابل تجدید توانائی کے حصے میں خاطر خواہ اضافہ کرنا۔7.3 2030 تک توانائی کے عمدہ استعمال میں بہتری کی عالمی شرح کو دوگنا کرنا۔7.a 2030 تک صاف توانائی پر تحقیق اور ٹیکنالوجی، جس میں قابل جدید توانائی کا عمدہ استعمال اور فوسل ایندھن کی جدید اور صاف ٹیکنالوجی شامل ہیں، تک رسائی کی راہ ہموار کرنے کے لئے بین الاقوامی تعاون بہتر بنانا اور توانائی کے بنیادی ڈھانچے اور صاف توانائی کی ٹیکنالوجی پر سرمایہ کاری کو فروغ دینا7.b 2030 تک ترقی پذیر ملکوں، بالخصوص کم ترقی یافتہ ملکوں اور چھوٹی جزیرہ ترقی پذیر ریاستوں میں سب کے لئے توانائی کی جدید اور دیرپا خدمات فراہم کرنے کے لئے بنیادی ڈھانچے کو توسیع دینا اور ٹیکنالوجی کو اپ گریڈ کرنا۔**سب کے لئے دیرپا اور سب کی شمولیت پر مبنی معاشی افزائش، مکمل اور ثمر آور روزگار اور شائستہ کام کو فروغ دینا** 8.1 ملکی حالات کے مطابق فی کس معاشی افزائش کو اور بالخصوص کم ترقی یافتہ ملکوں کی خام ملکی پیداوار میں کم و بیش 7 فیصد افزائش کو دیرپا بنانا 8.2 معاشی پیداواری صلاحیت کی بلند سطح کے حصول کے لئے تنوع کو فروغ دینا، ٹیکنالوجی کو اپ گریڈ کرنا اور جدت لانا جس میں بہتر افادیت کے حامل اور مشقت طلب شعبوں پر خصوصی توجہ دینا شامل ہے۔8.3 ترقی پر مبنی ایسی پالیسیوں کو فروغ دینا جو ٹھوس پیداواری سرگرمیوں، شائستہ ملازمتیں پیدا کرنے، ذاتی کاروبار کی سوچ، تخلیقی اور جدت آمیز سوچ میں مدد دیں اور مائیکرو، چھوٹے اور درمیانے حجم کے کاروباری اداروں کو باضابطہ شکل دینے اور ان کی افزائش کی حوصلہ افزائی کریں جس میں مالیاتی خدمات تک رسائی بھی شامل ہے۔8.4 2030 تک عالمی وسائل کے صرف اور پیداوار کے پروگراموں کے دس سالہ فریم کی رو سے معاشی افزائش کو ماحولیاتی انحطاط سے الگ کرنا جس میں ترقی یافتہ ممالک پیش پیش رہیں۔8.5 2030 تک سب مردوں اور عورتوں بشمول نوجوانوں اور معذور افراد کے لئے مکمل اور ثمر آور روزگار اور شائستہ کام اور مساوی قدر کے کام پر مساوی معاوضہ یقینی بنانا8.6 2020 تک ایسے نوجوانوں کے تناسب میں خاطر خواہ کمی لانا جنہیں روزگار تعلیم یا تربیت میسر نہیں۔8.7 جبری مشقت کے خاتمے، جدید غلامی اور انسانی سمگلنگ ختم کرنے کے لئے فوری اور موثر اقدامات کرنا اور بچوں سے مشقت بشمول کم سن فوجیوں کی بھرتی اور ان کے استعمال سمیت بچوں سے مشقت کی بدترین شکلوں کی ممانعت اور ان کا خاتمہ یقینی بنانا اور2025 تک بچوں سے ہر طرح کی مشقت ختم کرنا۔.8 مزدوروں کے حقوق کا تحفظ اور تمام کارکنوں بشمول مہاجر کارکنوں، بالخصوص خواتین مہاجرین اور خطرناک روزگار والے افراد کے لئے کام کرنے کے محفوظ ماحول کو فروغ دینا۔9 2030 تک دیرپا سیاست کے فروغ کے لئے ایسی پالیسیوں کی تشکیل اور عملدرآمد جن سے روزگار کے مواقع پیدا ہوں اور مقامی ثقافت اور مصنوعات کو فروغ ملے۔10۔سب کے لئے بینکاری، بیمہ اور مالیاتی خدمات تک رسائی کی حوصلہ افزائی اور اسے توسیع دینے کے لئے ملکی مالیاتی اداروں کی استعداد مستحکم بنانا۔8.a ترقی پذیر ملکوں بالخصوص کم ترقی یافتہ ملکوں کے لئے امداد برائے تجارت کی شکل میں معاونت بڑھانا جس کے اقدامات میں ''کم ترقی یافتہ ملکوں کے لئے تجارت سے متعلق تکنیکی معاونت کا بہتر باہم مربوط فریم ورک بھی شامل ہیں۔8.b 2020 تک نوجوانوں کے لئے روزگار کی عالمی حکمت عملی کی تشکیل اور اسے عملی شکل دینا اور انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کے ملازمتوں کے عالمی معاہدہ پر عملدرآمد کرنا۔**آفات کے مقابلے کی صلاحیت رکھنے والے بنیادی ڈھانے کی تعمیر سب کی شمولیت پر مبنی اور دیرپا صنعتی عمل کو فروغ دینا اور جدت کو فروغ دینا**۔9۔سب کے لئے باکفایت اور مساوی رسائی پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے معاشی ترقی اور انسانی فلاح میں مدد دینے کے لئے معیاری، قابل اعتبار، دیرپا اور آفات کے مقابلے کی صلاحیت رکھنے والے بنیادی ڈھانچے بشمول علاقائی و بین الاقوامی بنیادی ڈھانچے کو ترویج دینا۔9.2 سب کی شمولیت پر مبنی اور دیرپا صنعتی عمل کو فروغ دینا اور2030 تک ملکی حالات کے مطابق روزگار اور خام ملکی پیداوار میں صنعتوں کے حصے میں نمایاں اضافہ اور کم ترقی یافتہ ملکوں میں اس حصے کو دوگنا کرنا۔9.3 بالخصوص ترقی پذیر ملکوں میں چھوٹے پیمانے کے صنعتی اور دیگر کاروباری اداروں کی مالیاتی خدمات بشمول باکفایت قرضوں تک رسائی میں اضافہ اور انہیں ویلیو چین اور منڈیوں کے ساتھ ضم کرنا۔9.4 2030 تک صنعتوں کو دیرپا بنانے کے لئے بنیادی ڈھانچے اپ گریڈ کرنا اور انہیں دور جدید کی سہولتوں سے لیس کرنا، وسائل کے فعال استعمال میں اضافہ کرنا اور صاف اور ماحولیاتی لحاظ سے عمدہ ٹیکنالوجیز اور صنعتی طریقوں کو بہتر طور پر اپنانا جس میں تمام ممالک اپنی اپنی استعداد کے مطابق اقدامات کریں گے ۔ 9.5 تمام ملکوں بالخصوص ترقی پذیر ملکوں میں سائنسی تحقیق کو بہتر بنانا، ٹیکنالوجی کے میدان میں صنعتی شعبوں کی استعداد کو اپ گریڈ کرنا۔جس میں 2030 تک جدت پر حوصلہ افزائی کرنا اور فی ملین افراد میں تحقیقی و ترقیاتی کارکنوں کے تناسب کے علاوہ سرکاری و نجی شعبے کے تحقیقی و ترقیاتی اخراجات میں خاطر خواہ اضافہ کرنا شامل ہے۔9.a ترقی پذیر ملکوں میں دیرپا اور آفات کے مقابلے کی صلاحیت رکھنے والے بنیادی ڈھانچے کی ترقی کی راہ ہموار کرنے کے لئے افریقی ملکوں، کم ترقی یافتہ ملکوں، بندزمینی راستوں والے ترقی پذیر ملکوں اور چھوٹی جزیرہ ترقی پذیر ریاستوں کے لئے مالی، تکنیکی اور ٹیکنالوجی کی صورت میں معاونت بہتر بنانا۔

خواتین اور قوانین

عورتوں کے خلاف کاروائیوں کی روک تھام!

پاکستان میں عورتوں کی معاشی معاشرتی گھریلو اور سیاسی وثقافتی زندگیوں کو بہتر اور محفوظ بنانے کے لئے ہر سطح پر کاوشوں کی بے حد ضرورت ہے کیونکہ گھروں کے اندر اور سماج کے علاوہ ریاستی اداروں میں بھی عورتوں کے لئے تعمیر و ترقی کی گنجائش اور ذرائع مفقود ہوتے جا رہے ہیں، اس لئے اب ان قوانین پر عملدر آمد کے لئے لائحہ عمل یا اطلاق کے موثر نظام کی تشکیل کو بنانا ناگزیر ہو گیا ہے جو کہ عورتوں کے خلاف سازگار ماحول بنانے کے لئے بنائے گئے ہیں اور ان قوانین کا فائدہ بھی عورتوں کو اسی صورت میں مل سکتا ہے جب ان پر گھریلو سطح پر عورتوں اور مردوں اور دیگر اہل خانہ اور سماج میں شعور و آگاہی پیدا کی جائے اور ریاستی اداروں کے ارباب اختیار کے علاوہ ان اہلکاروں کو معلومات اور تربیتی مواقع فراہم کئے جائیں جو کہ ان اداروں میں عورتوں کی صحیح معنوں میں مدد اور دادرسی کر سکتے ہیں۔ اس بار ہم خواتین اور قوانے کے حوالے سے عورت مخالف کاروائیوں کی روک تھام (فوجداری قانون ترمیم) 2011 کے متعلق اپنے قارئین کو معلامات فراہم کر رہے: پاکستان میں عورتوں کے معاشی، وسماجی اختیارات میں اضافے کے لئے محفوظ ماحول بنانے میں یہ قانون انتہائی اہم کردار ادا کرسکتا ہے ہمارے ہاں ہر عورت اس قانون سے استفادہ کا حق رکھتی ہے۔ یہ قانون ملکی آئین اور خواتین سے ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمے کے لئے اقوام متحدہ کے عالمی معاہدہ عورتوں کے خلاف تشدد اور امتیازی سلوک کو ختم کرنے کے ضمن میں انسانی حقوق پر مہیا کردہ بین الاقوامی اصلاحات پر مبنی ہے۔ تعزیرات پاکستان 1880 کے مطابق اپنی مرضی سے شادی کرنے والی خواتین کو بدل صلح، ونی، قرآن سے شادی اور حق بخشوانے جیسے عورت دشمن اقدامات کے خلاف تحفظ فراہم کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دفعات 498۔ بی اور 498 سی کے تحت وراثت میں عورتوں کے حصے کو بھی یقینی بناتا ہے اس قانون کے ذریعے عورتوں کے حقوق کی پامالی میں ملوث شخص کو سخت ترین سزائیں ملتی ہیں اور زنا بالجبر کرنے والے کو کسی سیاسی مداخلت کے بغیر سزا یقینی بنائی جاتی ہے۔ یہ جرائم ناقابل ضمانت ہیں، جن کی پاداش میں ملزم کو بغیر وارنٹ گرفتار کیا سکتا ہے ماسوائے جبری طور پر شادی کا الزام، جس کے لئے وارنٹ گرفتاری ضروری ہوتا ہے۔ زیادتی کا شکار خاتون کو انصاف کی فراہمی اور اسے سیاسی مداخلت سے مکمل طور پر پاک رکھنے کے لئے اس قانون میں دفعہ .402۔ ڈی کا اضافہ ہوا ہے۔ جس کے تحت صوبائی حکومت سے زیادتی کے حوالے سے عدالتی احکامات کی معزولی، خاتمے اور اس میں ردو بدل کے اختیارات واپس لئے گئے ہیں۔ دفعہ ,401 , 202 یا 402 بی، زیادتی کے لئے مختص سزائیں اثر انداز نہیں ہوں گی۔ سیشن کورٹ اور فرسٹ کلاس مجسٹریٹ ایسے مقدمات کی سماعت کر سکتے ہیں۔ اس قانون کے تحت درج ذیل سزائیں ہوتی ہیں: بدل صلح،، تین سے سات سال قید اور پانچ لاکھ جرمانہ۔ قرآن سے شادی کے لئے تین سے دس سال قید اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ۔ ضائیداد میں سے حصہ نہ دینے کی صورت میں پانچ سے دس سال قید یا دس لاکھ روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ ماخذ (تنظیم برائے شرکتی ترقی کا شائع کردہ کتابچہ خواتین کے تحفظ کے لئے اب قوانین موجود ہیں)

شمائلہ سہیل کی حادثاتی موت! نئے سال کا پہلا زخم! ان کی جدوجہد سماجی کارکنوں کے لئے مشعل راہ ہے

شمائلہ سہیل ۔۔ نوجوان سماجی کارکن اور کونسلر, آواز اور جوابدہی پروگرام کے تحت آگاہی سینٹر کی ریسورس پرسن، یکم جنوری 2018 کی صبح ٹریفک حادثے میں چل بسیں۔ یہ اندوہ ناک خبر سب کے لئے انتہائی کربناک ہے، اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ شمائلہ اپنے شوہر کے ہمراہ موٹر سائیکل پر جا رہی تھیں کہ ایک ٹرک کی اندھا دھند اور تیز رفتار زد میں آگئی اور موقع پر ہی جاں بحق ہو گئیں، قصوروار کون ہے؟ ٹرک ڈرائیور کی بد احتیاتی نے تین بچوں کی جواں سال ماں اور اپنی کیمیونیٹی کے لئے انتہائی لگن سے کام کرنے والی ایک محنتی کارکن کو موت کے منہ میں دھکیل دیا۔ سال نو کے چند گھنٹوں میں یہ پہلا صدمہ شمائلہ کے اہل خانہ ہی کے لئے ہی نہیں ہم سب کے لئے دکھ کا باعث ہے، جن میں وہ سب شامل ہیں جو شمائلہ کے ساتھ مل کر تبدیلی اور بہتری کے لئے کام کر رہے ہیں۔ شمائلہ کی بے وقت موت ہم سب کے لئے ایک نہ پر ہونے والا خلاء چھوڑ گئی ہے۔ وہ 1981 میں لاہور میں شالیمار ٹاؤن کے علاقہ میں پیدا ہوئی۔ وہ 2013 سے شالیمار ٹاؤن کی یونین کونسل نمبر 46 میں آواز پروگرام کے تحت آگاہی سینٹر کی ریسورس پرسن کے طور پر کام کر رہی تھیں۔ اپنے اس کام کے آغاز میں وہ ایک خاموش طبع اور شرمیلی سی لڑکی تھیں نظر آتی تھیں لیکن رفتہ رفتہ آواز پروگرام کے تربیتی پروگراموں میں شرکت کے بعد وہ خاصی پر اعتماد ہو گئیں اور بڑی مہارت سے اپنی کیمیونیٹی کے افراد (عورتوں اور مردوں) کو مختلف موضوعات اور مسائل کے بارے میں تربیت اور معلومات کی فراہمی کے لئے کام کرنے لگیں۔ ان میں عورتوں اور پاکستانی مذہبی اقلیتوں کے حقوق، صحت و تعلیم جیسے مسائل کی اہمیت پر زور دیتیں۔ اپنے کام میں لگن اور وابستگی کے باعث شمائلہ اپنی کیمیونیٹی میں کافی مقبول ہوگئیں۔ وہ لوگوں کے مسائل اپنے دل سے محسوس کرتیں۔ انہوں نے اپنے علاقہ میں تعلیم بالغاں کے مراکز بھی قائم کئے۔ 2015 کے مقامی حکومتوں کے انتخابات میں انہوں پاکستان مسلم لیگ کی نشست پر الیکشن بھی لڑا اور کونسلر منتخب ہو گئیں۔ وہ کوسلرز کے پینل کا حصہ بھی تھیں اور آواز یونین کونسل فورم میں بھی شامل تھیں۔ وہ آواز فورم کے اجلاسوں میں لوگوں کی صحت اور تعلیم اور عورتوں پر تشدد کے کیسز کے بارے میں بھی معلومات فراہم کرتیں اور خواتین کی راہنمائی بھی کیا کرتیں کہ ان پر تشدد ہونے کی صورت میں انہیں کیا کرنا چاہئے۔ وہ عورتوں پر تشدد کے خاتمے کے حل تلاش کرتیں۔ شمائلہ آواز ضلعی فورم کے تحت خواتین اسمبلی کی سپیکر کے طور پر بھی کام کر رہی تھیں، شمائلہ میں قائدانہ صلاحیتیں تھیں اور وہ اس حادثے کا شکار نہ ہوتیں تو وہ ایک کامیاب سیاستدان اور قائد ضرور بنتیں۔ وہ ایک رول ماڈل تھیں اور آواز پروگرام کے ہر فورم میں خود کو بحیثیت ایک کیس سٹڈی پیش کیا کرتیں کہ کس طرح انہوں نے جدوجہد سے اپنے لئے جگہ بنائی، وہ اپنی کہانی اس لئے سناتیں تاکہ فورمز میں شامل خواتین کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ بھی جدوجہد کے سفر میں شامل ہو کر بااختیار بن سکیں۔ مختلف مواقع پر ان کی تقاریر سے محرومیوں کا شکار لوگوں میں جدوجہد اور اپنے حالات بدلنے کی امنگ اور جذبہ پیدا ہوتا۔ شمائلہ سیاسی عمل میں اور آگے بڑھنا چاہتی تھیں تاکہ وہ عورتوں کی زندگیاں بدلنے میں اپنا کردار ادا کرسکیں،۔ وہ ایک بلند حوصلہ اور باہمت قائد تھیں۔ شمائلہ! ہم آپ کو اور تبدیلی کے لئے آپ کی جدوجہد کو کبھی نہ فراموش کریں گے!

پریس کلب پاکپتن میں "سماجی ترقی میں میڈیا اور سول سوسائٹی کا کردار"

میٹ دی پریس میں محمد تحسین ایگزیکٹو ڈائریکٹر ساؤتھ ایشیاء پارٹنرشپ پاکستان کی خصوصی گفتگو

رپورٹ: رانا شکیل احمد پاکپتن

صحافیوں پر تشدد کے واقعات میں دن بدن ہونے والا اضافہ دراصل ہر اس پاکستانی پر حملہ ہے جو آزادی اظہار رائے کی جرات رکھتا ہے۔ احمد نورانی پر ہونے والا حملہ آزادی صحافت پر ایک کڑا وار ہے، اگر آج صحافی برادری متحد نہ ہوئی تو کل کو اور بھی صحافی اس طرح کے واقعات کا شکار ہوں گے ان خیالات کا اظہار محمد تحسین ایگزیکٹو ڈائریکٹر ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ پاکستان نے پریس کلب پاکپتن کے باہر آواز ڈسٹرکٹ فورم پاکپتن کے زیر اہتمام صحافی احمد نورانی پر ہونے والے حملے کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کیا اس موقع پر مینجر آواز پروگرام پنجاب (ذاکر شاہین)، آواز ڈسٹرکٹ فورم کے صدر مہر ذوالفقار علی، آواز ڈسٹرکٹ وویمن اسمبلی کی سپیکر منزہ بخاری ایڈووکیٹ، مسلم لیگ (ن) کے ضلعی جنرل سیکرٹری محمد جمیل فریدی، نورین خان، جنرل سیکرٹری پریس کلب پاکپتن وقار فرید جگنو اور ڈسٹرکٹ پروگرام آفیسر رانا شکیل احمد سمیت سول سوسائٹی اور میڈیا نمائندگان کی بڑی تعداد نے شرکت کی انہوں نے مزید کہا کہ مہذب معاشروں میں اس طرح کے حملوں کو برداشت نہیں کیا جاسکتا احمد نورانی پر حملہ کرنے والوں کو جلد از جلد گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے قبل ازیں محمد تحسین نے پریس کلب میں سماجی ترقی میں سول سوسائٹی اور میڈیا کا کردار کے موضوع پر نشست سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اپنے اندر سے خوف کے بت کو توڑنا ہوگا اور اپنے بنیادی انسانی حقوق کے حصول کے لئے عملی طور پر جدوجہد کرنا ہوگی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو آئین پاکستان کے مطابق تمام حقوق کی فراہمی یقینی بنائے۔ بدترین جمہوریت آمریت سے بہتر ہے اور کسی غیر منتخب شخص کو حق نہیں پہنچتا کے وہ عوام کے منتخب نمائندوں کو عوام کی مرضی کے خلاف نااہل قرار دے سکے۔ ہماری قوم کا المیہ ہی ہے کہ جس شخص کو ریاست اور عدلیہ نے قاتل قرار دیا ہے اس کے نام پے آج لوگ سیاست کر کے ہزاروں ووٹ حاصل کر رہے ہیں ہمیں اس طرح کے واقعات اور ان واقعات مین ملوث لوگوں کی حوصلہ شکنی کرنی ہوگی تاکہ ہمارا معاشرہ پرامن معاشرہ بن سکے۔

خواتین کی سیاسی وسماجی ترقی میں شرکت کے بغیر ترقی ممکن نہیں۔ محمد تحسین

رپورٹ: رانا شکیل احمد پاکپتن

پاکپتن کی یونین کونسل نور پور کے گاؤں 73/D میں پاکپتن کی خواتین لیڈرز کے گروپ سے محمد تحسین ایگزیکٹو ڈائریکٹر ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ پاکستان نے ملاقات کی جس کی میزبانی آواز آگاہی سنٹر نور پور کی ریسورس پرسن اور ممبر ڈسٹرکٹ کونسل پاکپتن تصور شاہین نے کی جس میں خواتین کونسلرز ریحانہ رفیع، معروفاں بی بی، عظمٰی پروین، سونیا بی بی، کشور پروین، عارفہ بی بی، بشیراں بی بی کے علاوہ کرم الٰہی، مشتاق بی بی، پروین اختر، کنزیٰ نور، خورشید بیگم اور ممتاز بی بی سمیت مختلف دیہاتوں کی خواتین نے شرکت کی معروفاں بی بی نے بتایا کہ آواز پروگرام سے پہلے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ میں بھی سیاست میں آؤں گی اور کونسلر بنوں گی لیکن آواز پروگرام کی مختلف میٹنگز، ٹریننگز اور پروگرامز میں شرکت کرنے کے بعد مجھ میں حوصلہ پیدا ہوا سب سے پہلے میں نے اپنی بیٹیوں کو سکول بھیجنا شروع کیا اس کے بعد میں مقامی سطح پر خواتین کے چھوٹے چھوٹے کام کروانے شروع کئے جن میں شناختی کارڈز بنوانا، بچوں کی پیدائش کی رجسٹریشن، خواتین پر گھروں میں ہونے والے تشدد کے حوالے سے خواتین اور مردوں میں آگاہی پیدا کی اس کے بعد بلدیاتی انتخابات میں خواتین کی مخصوص نشست پر حصہ لیا اور کونسلر منتخب ہوئی میں آواز پروگرام اور ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ پاکستان کے بے حد مشکور ہیں۔ معراج بی بی نے بتایا کہ ہمارے گاؤں میں لڑکیوں کا کوئی سکول نہ تھا اور گاؤں کے لوگ لڑکیوں کو تعلیم دلوانا برا سمجھتے تھے۔ پورے گاؤں میں میں واحد لڑکی تھی جس نے میٹرک اور اس کے بعد انٹر اور بی اے کیا تھا ایسے میں مجھے تصور شاہین کی وساطت سے آواز پروگرام کی میٹنگ میں شرکت کا موقع ملا جس کے بعد میں نے اپنے گاؤں کی بچیوں کے لئے تعلیم کا بندوبست کرنے کا فیصلہ کیا آواز ڈسٹرکٹ فورم کی مدد سے لٹریسی ڈیپارٹمنٹ کی مدد سے میں اپنے گاؤں میں بچیوں کے لئے سکول قائم کیا جس میں اس وقت 143 بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ کرم الٰہی نے کہ آواز پروگرام سے پہلے ہمارے گاؤں میں کم عمری کی شادیاں بہت زیادہ ہوتی تھیں لیکن جب ہم نے آواز پروگرام کے تحت اس گاؤں میں جمہوریت آنگن سے ایوان تک تربیت کا اہتمام کیا جس میں خواتین اور مردوں نے شرکت کی اس کے بعد کم عمری کی شادیوں مین نمایاں کمی ہونے لگی اور اب گذشتہ 6 ماہ سے کم عمری کی شادی کا کوئی ایک واقعہ بھی رونما نہیں ہوا مشتاق بی بی نے بتایا کہ ہمارے گاؤں میں آواز پروگرام کی آمد کے بعد سب سے بڑی تبدیلی یہ آئی ہے کہ اب لوگوں نے بیٹیوں کو جائیداد میں حصہ دینا شروع کر دیا ہے کیوں کہ ہم نے آواز پروگرام کے تحت ٹریننگ کے بعد پورے گاؤں میں اس بارے میں گھر گھر جا کر عورتوں اور مردوں کو اس کی اہمیت اور قوانین کے بارے میں آگاہی دی تھی۔ ریحانہ رفیع نے بتایا کہ وہ اپنی یونین کونسل میں کونسلر بھی ہیں اور آواز فورم کی ممبر بھی ہیں ہمارے خواتین کے گروپ کی کوشش سے ہمارے گاؤں 586 میں خواتین کے نئے شناختی کارڈ بنے ہیں اور ان کے ووٹوں کا اندراج بھی کروایا ہے۔ خواتین نے بتایا کہ آج ہم اس قابل ہیں کہ ہم اپنے اور اپنے علاقہ کے لوگوں کے مسائل کو بہتر انداز میں پیش کرسکیں اس پروگرام سے جہاں ہمیں قوانین اور اداروں کے بارے میں آگاہی ملی ہے وہیں ہمارے اندر بہت زیادہ حوصلہ اور ہمت پیدا ہوئی ہے آنے والے جنرل الیکش میں بھی ہم بھرپور طریقے سے خواتین کو شرکت کرنے کے حوالے سے مہم چلائیں گی۔ آخر میں محمد تحسین نے کہا کہ آپ لوگوں سے مل کر مجھے بہت زیادہ خوشی ملی ہے کہ پاکپتن کے دیہاتی علاقوں میں اتنی باہمت اور بلند عزم خواتین کے تجربات سے مجھے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا ہے یقیناً خواتین کی سیاسی وسماجی عمل میں شرکت کے بغیر کوئی بھی معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا خواتین کو آگے آنا چاہیے اور فیصلہ سازی کے عمل کا حصہ بننا چاہیے جب تک خواتین فیصلہ سازی کے عمل میں موئثر شرکت نہیں کریں گی تب تک خواتین اپنے حقوق مکمل طور پر حاصل نہیں کرسکتیں۔ اس کے بعد تصور شاہین نے تمام خواتین اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

نوجوانوں کی آواز۔۔۔یوتھ پالیسی پر عملدرآمد ممکن بنایا جائے!
لاہور میں پنجاب یوتھ کنونشن کا انعقاد

رپورٹ: منصور احمد

آواز اور جوابدہی پروگرام کے تحت لاہور میں پنجاب کنونشن برائے نوجوانان کا انعقاد ہوا۔ پنجاب کے تقریباً 30 اضلاع سے 130 نوجوان لڑکوں، لڑکیوں، پارلیمنٹیرینز اور ہم خیال تنظیموں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ معاشرے کی بہتری کے لیے نوجوانوں کی مجموعی جدوجہد اور شہری حقوق تک رسائی کے لیے سفارشات پیش کی گئیں۔ اس کنونشن کا موضوع تھا "نوجوانوں کی آواز"۔ کنونشن کے شرکاء نے اس کنونشن میں آواز پروگرام میں شامل ہونے کے بعد سے اب تک اپنی انفرادی اور اجتماعی کامیابیوں پر نظر ڈالی۔ آواز اور جوابدہی پروگرام،

علاقائی غیر منافع بخش تنظیموں ساؤتھ ایشیاء پارٹنرشپ۔ پاکستان، عورت فاؤنڈیشن، ایس پی او اور سنگی ڈیویلپمنٹ آرگنائزیشن کے تعاون سے پاکستان کے 45 اضلاع میں چل رہا ہے جس کے تحت تمام طبقہ ہائے فکر کے افراد کی شمولیت کو یقینی بناتے ہوئے معاشرتی ترقی میں اپنا حصہ ڈالنے کی لیے ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ کنونشن میں شرکاء نے آواز پروگرام میں حصہ لینے، نوجوانوں کی دائرہ اثر کے تحت ہونے والے سرگرمیوں میں دی گئی معلومات میں اضافے کے بعد اپنی ذات اور اردگرد ہونے والی مثبت تبدیلیوں کی نشاندہی کی اور کامیابیوں کے بارے میں بات کرتے ہوئے نوجوانوں کی حقوق تک رسائی پر بات چیت کی۔ شرکاء نے امید ظاہر کی کہ یہ کامیابیاں مستقبل میں کیئے گئے منصوبوں میں کس طرح مددگار ثابت ہوسکتی ہیں۔ نوجوانوں نے کنونشن میں صنفی مسائل اور خواتین کی سیاست میں شمولیت پر بھی سیر حاصل بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ نوجوانوں کی ترقی و شمولیت کو یقینی بنانے کے لیے نوجوانوں کے لیے بنائی گئی پالیسی پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جانا چاہیے اور نوجوان لڑکیوں کی صحت، تعلیم و ترقی پر پالیسی سازی کرتے ہوئے خاص توجہ دی جانی چاہئے، نیز نوجوانوں اور سیاستدانوں کے درمیان وقتاً فوقتاً ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا جانا چاہیے۔ کنونشن میں شامل شرکاء نے تبادلہ خیال کرتے ہوئے کہا کہ نوجوانوں کو معاشرتی مسائل کو حل کرنے کے لیے شامل رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ ذمہ دار شہری بن کر اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے اپنے حقوق و ضرورتوں کا تعین کریں اور نوجوانوں کے لیے پالیسی مرتب کرتے ہوئے ملازمت کے حصول اور مجموعی ترقی کو ترجیح دیں۔ یوتھ کنونشن میں مندرجہ ذیل سفارشات پیش کی گئیں:

☆ پنجاب بھر سے منتخب شدہ یوتھ کونسلرز اور یوتھ چیئرمینوں کو پالیسی سازی کرتے ہوئے شامل رکھا جائے اور یوتھ پالیسی پر عمل درآمد کروایا جائے۔

☆ پنجاب بھر سے منتخب یوتھ کونسلرز کو انفارمیشن ٹیکنالوجی اور دیگر علوم پر تربیت دی جائے اور ایک ایسا فورم تشکیل دیا جائے جہاں پر نوجوانوں کے مسائل اور ترقی کے لیے مباحثے اور ہنگامی صورت حال میں فوری امداد اور معاونت دی جائے۔

☆ نوجوانوں کی ترقی و خودمختاری اور شہری حقوق و فرائض کے سلسلے میں متحرک کرنے کے لیے مختلف تربیتوں کا انعقاد کیا جائے تاکہ وہ اپنے حقوق سے آگاہی اور ان تک رسائی حاصل کرنے کے لیے مشترکہ جدوجہد کر سکیں

☆ نوجوانوں کے لیے یونین کونسل سے لے کر ضلع، صوبہ اور قومی سطح پر غیر منافع بخش تنظیموں کے ساتھ رابطے کروائے جائیں اور ایسا طریقہ کار تشکیل دیا جائے تاکہ وہ ترقیاتی کاموں میں اپنا حصہ ڈال سکیں

صنفی تشدد، پالیسیاں اور قوانین! صنفی تشدد کم کرنے کے لئے اسلام آباد میں مشاورتی میٹنگ

رپورٹ: نعیمہ ملک

اسلام آباد میں ساؤتھ ایشیاء پارٹنرشپ پاکستان نے ایک مشاورتی میٹنگ کا انعقاد کیا۔ اس مشاورتی میٹنگ میں خوندوکور اور این سی اے بھی شامل تھیں جبکہ یورپی یونین نے مالی تعاون کیا تھا۔ اس مشاورتی میٹنگ میں این جی اوز، ممبر پارلیمنٹ اور صنفی انصاف کے لئے بنائے گئے صوبائی اور وفاقی کمیشن کے اعلیٰ عہدے دار اور وکلاء بھی شامل تھے۔ میٹنگ کا آغاز این سی اے سے بجیلہ خان نے کیا، انہوں نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ وہ ایک چھوٹا سا پروجیکٹ سندھ اور خیبر پختونخواہ میں صنفی انصاف کی برابری کے لئے کر رہے ہیں جو سیپ پاکستان اور خوندوکور چلا رہے ہیں، یہ مشاورتی میٹنگ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ سیپ پاکستان سے نعیمہ ملک نے میٹنگ کے مقاصد بیان کیئے کہ ملک میں انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے صوبائی اور وفاقی سطح پر کمیشن بھی بن گئے ہیں، انسانی حقوق کے وفاع کا وفاقی کمیشن بھی بن گیا ہے، عورتوں کے تحفظ کئے لئے قوانین اور پالیسیاں بھی موجود ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ تشدد کم ہونے کی بجائے بڑھتا نظر آتا ہے، اس سیمینار میں آپکی شمولیت اس حوالے سے اہم ہے کہ ہم مل کر دیکھیں کہ ان سب قوانین اور اداروں کے ہوتے ہوئے صنفی برابری کہیں نظر نہیں آتی۔ یہ بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کہاں مسائل ہیں جن کو ہم سول سوسائٹی کی تنظیمیں اور حکومتی ادارے مل کر دور کر سکتے ہیں۔ نعیمہ ملک نے اس سیمینار کو سولہ روزہ ایکٹوزم کے ساتھ جوڑتے ہوئے کہا کہ سولہ دنوں میں ہر دن تشدد کی بات ہوتی ہے جو کسی نہ کسی حوالے سے عورتوں پر ہوتا ہے ان دنوں میں دنیا بھر میں تنظیمیں اپنے اپنے طور پر یہ دن مناتی ہیں اور عہد کرتی ہیں کہ آنے والے دنوں میں عورتوں پر تشدد کو ختم نہیں تو کم ضرور کیا جائے گا۔ ہم بھی یہ سیمینار انہی سولہ دنوں میں شمار کرتے ہیں۔ نیشنل کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن کی چیئر پرسن خاور ممتاز نے ویمن ایکشن فورم کی کامیابیوں کے بارے میں بتایا۔ انہوں نے کہا کہ عورتوں کے حقوق کو انسانی حقوق سمجھا جائے۔ عورتوں کے حقوق کے لئے جو قوانین موجود ہیں ان کو کمیونٹی میں عام کیا جائے تاکہ مقاصد حاصل کئے جا سکیں۔ اس سلسلے میں اداروں کو مستحکم کرنا بہت ضروری ہے۔ اس وقت پاکستان میں عورتوں کے تحفظ کے لئے کم و بیش 36 قوانین موجود ہیں اور اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ادارے ایڈووکیسی کریں۔ جرگے کی بات چلی تو انہوں نے کہا کہ جرگے کے دائرہ کار کو کم کیا جائے کیونکہ ہر قسم کے جرائم کے مقدمات جرگے کی بجائے عدالتوں میں ہی نمٹائے جاتے ہیں۔ زینب جعفری جو پنجاب کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن میں عورتوں کی عبوری ہاؤسنگ کی پروجیکٹ مینیجر ہیں، نے پنجاب کمیشن کی کارکردگی کے بارے میں بتایا جو کہ عورتوں کے حوالے سے تھیں۔ انہوں نے کمیشن کے ایک نئے پروجیکٹ کے بارے میں بتایا جو کہ متاثرہ خواتین کی عبوری رہائش کے بارے میں تھا۔ اس پروجیکٹ کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ یہ پروجیکٹ اس لئے شروع کیا گیا ہے تاکہ ان عورتوں کو ہنرمند بنانے کے لئے تربیت دی جائے اور اس کے بعد ان کو مناسب ملازمت مل سکے۔ یہاں وہ وہ تربیت کے دوران ایک سال کے لئے رہائش بھی حاصل کرسکتی ہیں۔ پنجاب کمیشن نے مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم بھی قائم کیا ہے جس کے ذریعے وہ مختلف انسانی حقوق کے اداروں سے حاصل کردہ اعداد و شمار کی بناء پر صنفی برابری کا تجزیہ کرتے ہیں۔ زینب نے بتایا کہ 2016 میں عورتوں پر تشدد کے 7316 درج ہوئے جبکہ 100 افراد کو سزا ہوئی۔ جون 2017 تک 3406 مقدمات رپورٹ ہوئے، جن میں سے 1365 مقدمات صرف جنسی زیادتی کے تھے۔ پنجاب کمیشن کی ہیلپ لائن 2014 میں قائم ہوئی تھی اور اس شکایتی سنٹر میں 2017 تک کل 60,131 انکوائریاں آئیں اور شکائیتیں صرف 1275 تھیں، سب سے زیادہ مقدمات گھریلو تشدد، ہراسانیت اور اغواء کے تھے۔ زیادہ تر شکائیتیں لاہور، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور میانوالی کے اضلاع سے موصول ہوئیں۔ ملتان میں عورتوں پر تشدد کے خاتمے کے لئے پہلا ماڈل سنٹر 2017 مارچ میں بنایا گیا ہے یہاں ایک چھت کے تلے متاثرہ خواتین کو ہر قسم کی مدد دی جاتی ہے۔ زینب نے سائبر کرائم کے مسئلہ پر بھی زور دیا ہے جس کی وجہ سے خودکشیوں کی تعداد میں اور تشدد میں اضافہ ہوا ہے۔ اگلے ایجنڈے کے طور پر سائبر کرائم کو ختم کرنے کے لئے پولیس کی صنفی حساسیت بڑھانے کی ضرورت ہے، اس کے ساتھ عدلیہ کی حساسیت خاص طور پر جنسی زیادتی کے کیسوں میں بڑھانے کی بے حد ضرورت ہے۔ خیبر پختونخواہ کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن سے نیلم طورو نے کمیشن کے نئے اقدامات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ یہاں ہر ضلع میں ضلعی کمیٹی آن دی سٹیٹس آف ویمن بنائی گئی ہے۔ میں یہاں یہ بتاتے ہوئے فخر محسوس کرتی ہوں کہ خیبر پختونخواہ میں ہم نے 23 کمیٹیاں بنائی ہیں سوائے کوہستان کے۔ کیونکہ ان علاقوں میں کام کرتے ہوئے ہمیں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ متحرک کمیٹیاں 10 افراد پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ان میں سے دو افراد سابقہ حکومت کے افسران (ان کے اختیارات گریڈ 17 کے افسران کے برابر ہیں) ضلعی کونسل کے کونسلر، وکلاء اور سول سوسائٹی کے نمائندے بھی شامل ہیں۔ اس کامیاب ماڈل کا آغاز 16 روزہ ایکٹوزم کے دنوں میں کیا جائے گا۔ ہم دیگر ڈونرز کے ساتھ مل کر ایک پروجیکٹ کا آغاز کر رہے ہیں جس کا نام "body of evidence" (یعنی جنسی زیادتی کی شکار خاتون کے لئے مزید مدد) ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم متاثرہ خاتون کی مدد کے لئے پولیس، میڈیکو لیگل اور عدلیہ کے ساتھ بھی کام کریں ہمارا مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم 2018 تک قائم ہو جائے گا۔ سندھ کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن نزہت شیریں کی طرف سے سوائے مل (پروگرام آفیسر این سی اے) نے سندھ کمیشن کے بارے میں بتایا۔ انہوں نے کہا کہ ویمن ایکشن فورم نے مطالبہ کیا ہے کہ سندھ کمیشن بغیر کسی دیر کے قائم ہو۔ سندھ حکومت نے 2015 میں ہی کمیشن بنانے کا عندیہ دے دیا تھا، اور مئی 2017 میں اس کو باقاعدہ قائم کرنے کا بھی کہا تھا اسکے لئے 27 دن کا وقت بھی دیا گیا تھا مگر اب 27 مہینے ہونے کو آئے لیکن یہ باقاعدہ فعال نہیں ہوسکا۔ نعیمہ ملک نے بلوچستان کمیشن کے بارے میں بتایا کہ یہ کمیشن ابھی تک قائم نہیں ہوسکا جبکہ اس کے قیام کا بل بلوچستان اسمبلی میں مئی 2017 کو پیش کیا گیا تھا اور اسمبلی نے اسے قانون کے محکمے کے سپرد کر دیا تھا۔ محکمے نے چند ایک ترامیم کے بعد بل دوبارہ پارلیمنٹ میں بھیج دیا ہے لیکن تا حال اس پر پیش رفت نہیں ہوئی۔ سیمینار کی بحث کو سمیٹتے ہوئے عرفان مفتی نے سیمینار کی چیدہ چیدہ باتیں بیان کیں۔ انہوں نے کہا کہ عورتوں کے حقوق کو حقوق کی عینک سے نہیں دیکھا جاتا کیونکہ یہاں قوانین پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ قوانین میں عورتیں (دیہی اور شہری) لڑکے لڑکیاں بھی شامل ہوں گی یعنی قوانین سب کے لئے ہوں گے۔ بہت سی کمیٹیاں جو کمیشن نے ضلعی سطح پر بنائی ہیں ان کو بھی دوبارہ دیکھنے کی اور مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کمیٹیوں میں سول سوسائٹی کی تنظیموں سے اور حکومتی اداروں سے ممبران کو صنفی انصاف اور برابری کے لئے انتھک کام کرنا ہوگا۔ جو ادارے عورتوں کے تحفظ کے لئے بنائے گئے ہیں ان کا دروازہ بار بار کھٹکھٹانا ہوگا تاکہ وہ فعال ہو کر عورتوں کے لئے کام کرسکیں۔ اور اس کے لئے سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ عورتوں کو آگاہی دی جائے کہ انہیں کسی مشکل میں کس کے پاس جانا ہے۔

چانن

عورتوں کے لئے موثر قانون سازی پر عملدرآمد۔۔ایک فکرانگیز مکالمہ!

رپورٹ: نواب شاہ آفس

ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ۔ پاکستان کے زیر اہتمام کراچی کے ایک مقامی ہوٹل میں عورتوں کے لئے موثر قانون سازی پر عملدرآمد کے موضوع پر ایک ڈائیلاگ (مکالمہ) منعقد کیا گیا۔اس کا مقصد صوبہ سندھ سے تعلق رکھنے والے ممبران صوبائی اسمبلی اور سیاست دانوں کے ساتھ مل بیٹھ کر عورتوں کے لئے کی جانے والی موثر قانون سازی کے حوالے سے عمل درآمد کی صورت حال کا جائزہ لینا اور انہیں یہ باور کرانا تھا کہ سندھ میں قوانین پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لئے عملی اقدامات کی اشد ضرورت ہے۔

اس بات چیت میں سول سوسائٹی کے علاوہ اسمبلی کے ممبران، سیاسی جماعتوں کے نمائندے ترقیاتی کارکن، بار کونسل کے عہدیدار اور ہندو پنچایت بھی شامل تھی۔شرکا میں ملیحہ ضیا ایڈووکیٹ، مہتاب اکبر راشدی ممبر سندھ اسمبلی پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ۔پاکستان کے ایگزیکٹو ڈائیریکٹر محمد تحسین، پاکستان فشر فوک فورم سے جمیل جونیجو جسٹس (ر) ماجدہ رضوی، تنظیم بااہنبلی سے یونس بندھانی، ترقیاتی مشیر اقبال ڈیٹھو، سیپ پاکستان سے شہناز شیدی اور دیگر افراد شامل تھے۔انہوں نے عورتوں کے لئے کی گئی قانون سازی پر عملدرآمد کے موثر نظام کے اطلاق کی اہمیت پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور یہ مطالبہ بھی پیش کیا کہ عورتوں کے تحفظ کے لئے مراکز سندھ کے تمام اضلاع میں قائم کئے جائیں، علاوہ ازیں ان اضلاع میں عورتوں کے خلاف تشدد کے بڑھتے ہوئے واقعات اور جرائم پر قابو پانے کے لئے انسانی حقوق کی عدالتیں بھی قائم کی جائیں تاکہ ان خواتین اور لڑکیوں کو بھی تحفظ مل سکے جو کہ عورتوں کے خلاف تشدد کے کیسز پر کام کر رہی ہیں۔سیپ۔ پاکستان کے نیشنل کوآرڈینیٹر مظہر حسین نے کہا کہ عورتوں اور لڑکیوں پر تشدد ہمارے سماج کا انتہائی بنیادی مسئلہ ہے اور وہ مختلف اقسام کے تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔عورتوں پر تشدد کے خاتمے کے لئے سیپ۔ پاکستان عملی اقدامات اٹھا رہا ہے اور ان اقدامات کے تحت 437 عورتوں اور لڑکیوں کو تشدد سے بچایا گیا ہے۔اس ضمن میں مذہبی راہنماؤں نے چوالیس سو خطبات دیئے ہیں جن میں عورتوں پر تشدد کے خلاف انہوں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے، جبکہ 485 نوجوان سماجی کارکنوں کو اس بات کی تربیت دی گئی ہے کہ وہ عورتوں پر تشدد کے خاتمے کے لئے اپنا موثر کردار ادا کریں۔انہوں نے بتایا کہ سیپ۔ پاکستان کے پروگرام صنفی برابری کے تحت سندھ کے دو اضلاع میرپور خاص اور نواب شاہ میں ایک سو دو عورتوں کو جائیداد میں سے ان کا حصہ دلوایا گیا ہے۔سیپ پاکستان نے فیڈ بیک نظام کے تحت ان کاموں کو دستاویزی صورت میں لانے کے ضمن میں خرابیوں اور موجود خلاء کو پر کرنے کی بھی کوشش کی ہے تاکہ صورتحال کی بہتر اور صحیح عکاسی سامنے لائی جاسکے۔مظہر حسین نے بتایا کہ سیپ پاکستان نے سندھ میں عورتوں کے حقوق پر کام کرنے والی 80 تنظیموں کو عورتوں کے لئے قانون سازی پر موثر عملدرآمد پر کام کرنے کے لئے پیروکاری اور لابنگ کی تربیت فراہم کی ہے۔محمد تحسین نے کہا کہ عورتوں کو تحفظ فراہم کرنے کے مراکز صوبہ سندھ کے تمام اضلاع میں قائم ہونے چاہئیں اور اس کے علاوہ عورتوں کے پولیس اسٹیشنوں کی ضرورت بھی ان اضلاع میں ہے۔

انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ وہ خواتین اور لڑکیاں جو کہ صوبہ سندھ میں عورتوں کے خلاف تشدد کے واقعات اور کیسز پر کام کر رہی ہیں انہیں بھی تحفظ کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے سندھ کے ان اضلاع میں انسانی حقوق کی عدالتیں قائم کی جائیں۔انہوں نے موجودہ قوانین کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ قوانین، خصوصاً "310/A رسوم اور روایات پر عمل درآمد، عورتوں کے حق وراثت اور عورتوں اور لڑکیوں کی جبری شادیوں کے قانون 498/B اور قرآن سے شادی کے خلاف قانون 498/C اور سندھ چائلڈ میرج ریسٹرینٹ ایکٹ مجریہ 2014 اور عورتوں اور بچیوں پر گھریلو تشدد سے تحفظ کی فراہمی کے قوانین پر عملدرآمد کے لئے فوری اقدامات لازمی ہیں۔انہوں نے کہا کہ یہ پروگرام ایک آزادانہ حیثیت کا حامل ہے جو کہ انفرادی سطح پر عورتوں کے خلاف تشدد کے خاتمے کے لئے کیا جارہا ہے۔مہتاب اکبر راشدی ایم پی اے نے کہا کہ عورتیں اور بچیاں ہمارے سماج کا کمزور طبقہ ہیں اس لئے عورتیں اپنے حقوق کی آواز خود بھی نہیں اٹھاتیں جبکہ سندھ کی صوبائی اور قومی اسمبلیوں میں ان کے معاشی، قانونی اور سماجی حقوق پر آواز اٹھائی جاتی ہے۔انہوں نے کہا کہ مردوں کی بالادستی جیسے سماج میں رویوں کو بدلنا بہت مشکل ہے، انہوں نے مزید کہا کہ اہم ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم لڑکوں اور لڑکیوں کی برابری کے لئے کوششیں جاری رکھیں، انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ قوانین مذاحمتی عمل کا ہتھیار ہیں، حکومت کو ان پر عمل درآمد کے لئے کام کرنا چاہئے۔ان قوانین پر عمل درآمد کے لئے ہماری کوشش جاری ہے، اس لئے ہمیں پارلیمنٹ کے ساتھ بھی اس بارے میں بات چیت جاری رکھنی ہے کہ عورتوں کو تحفظ کی فراہمی کے لئے پولیس اور باقی اداروں کو پابند کرایا جائے۔اقبال ڈھیو نے کہا کہ سندھ چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی، سندھ چائلڈ میرج ایکٹ، اور دیگر قوانین اسمبلیوں نے منظور کرائے ہیں انہوں نے کہا کہ پولیس اور جرائم سے انصاف فراہم کرانے والے اداروں کو سہولتوں کی فراہمی کے لئے نظام تشکیل دینے کی ضرورت ہے تاکہ عورتوں کو انصاف اور تحفظ کی فراہمی ممکن بنائی جاسکے۔

سیاسی عمل میں عورتوں کی شمولیت!

آواز اور جوابدہی پروگرام کے تحت ضلع لاہور کی کھلی کچہری کا انعقاد

تحریر: فرزانہ ممتاز

ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ۔ پاکستان، آواز اور جوابدہی پروگرام کے تحت خواتین اسمبلیوں کا انعقاد انتہائی موثر ذریعہ ہیں کیونکہ ان میں آواز پروگرام میں شامل سول سوسائٹی اور کمیونیٹی کی سطح پر اس پروگرام کے ساتھ جڑے افراد مل بیٹھ کر خواتین اسمبلی کے طے کردہ اصولوں کے مطابق بحث و مباحثہ میں حصہ لیتے ہیں اور ان میں اسمبلیوں کے طریق کار کے طرز عمل کا عکس بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے۔سیپ۔ پاکستان کے لاہور آفس میں ضلع لاہور کے فورم کے تحت خواتین اسمبلی میں آواز کے آگاہی مراکز کے ریسورس پرسنز، یونین کونسلوں کے نمائندوں اور ممبران نے شرکت کی۔سیپ ۔پاکستان کی نیشنل کوآرڈینیٹر ریشم عدنان نے بات چیت کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ ضلع لاہور کی خواتین اسمبلی کا یہ پانچواں اجلاس ہے انہوں نے خواتین اسمبلی اغراض و مقاصد کے بارے میں بتایا کہ اس کا ایک مقصد قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے پروسیجرز اور طریق کار کی طرز پر شرکا کو آگاہی دی جاتی ہے اور انہیں سیاسی عمل میں عورتوں کی شمولیت کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ جب عورتوں کو عام انتخابات میں کامیاب ہو کر اسمبلیوں میں آنے کے مواقع ملیں تو وہ اسمبلیوں ان خواتین اسمبلیوں سے سیکھے ہوئے عمل اور آگاہی سے وہاں بیٹھ کر خود اعتمادی سے آواز اٹھا سکیں۔آواز پروگرام میں شامل ٹیموں میں کئی کونسلر ہیں اور وہ اگر عام انتخابات میں حصہ لے کر اسمبلیوں میں جائیں گی تو ان اسمبلیوں میں سیکھی ہوئی معلومات ان کے کام آئیں گی۔انہوں نے بتایا کہ اس سے پہلی خواتین اسمبلی میں ووٹرز ایجوکیشن اور بحیثیت امیدوار عورتوں کے الیکشن میں حصہ لینے کے طریق کار پر بات چیت ہوئی تھی۔اس میں یہ واضح کیا گیا تھا کہ سیاست ہے کیا؟ اور عورتوں کی اس میں شمولیت کیوں لازمی ہے؟ کیا صرف ووٹ ڈالنا ہی سیاست ہے؟ کیونکہ خواتین کی اکثریت سیاست کی اہمیت اور اس سارے عمل میں شمولیت کے بارے میں نہیں جانتیں اور ووٹ ڈالنے کو ہی سیاست سمجھا جاتا ہے جبکہ کونسلر بشریٰ نے بات چیت میں حصہ لیتے ہوئے اس بات کی اہمیت کو اجاگر کیا کہ کونسلوں اور اسمبلیوں میں بیٹھ کر عورتیں اپنے مسائل زیادہ بہتر طور پر اٹھا سکتی ہیں۔انہوں نے بتایا کہ حلقہ این اے 120 ضمنی انتخابات میں خواتین کونسلرز نے اپنا کردار ادا کیا ہے اور انہوں نے اپنے علاقے میں گھر گھر جا کر عورتوں کو ووٹ ڈالنے کی ترغیب دی ہے اور انہیں ان کے ووٹ کی اہمیت سے بھی آگاہ کیا گیا اور اس کے علاوہ ان خواجہ سراؤں کو بھی ووٹ ڈالنے کے لئے آمادہ کیا گیا جن کے شناختی کارڈز بنے ہوئے تھے۔ریشم نے کہا کہ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم آگاہی سینٹروں میں خواتین کو اکٹھا کریں اور انہیں ان کے ووٹ کی اہمیت اور آنے والے عام انتخابات میں شمولیت کے لئے معلومات فراہم کریں اور قائل کریں تاکہ وہ سیاسی عمل میں اپنی شمولیت کی اہمیت کو سمجھیں تاکہ ووٹروں کا ٹرن آؤٹ بڑھے اور عورتیں الیکشن میں حصہ لینے کے لئے تیار اور آمادہ ہوں۔انہوں نے عورتوں کے شناختی کارڈز اور ووٹرز کی فہرستوں میں ان کے اندراج جیسے مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا کہ اس ضمن میں الیکشن کمشن کے دفاتر سے اے، بی اور سی فارمز دستیاب ہیں وہ پر کرنے کے طریق کار بھی بتانا اہم ہے اور یہ بھی کہ لوگ اپنے ووٹ ضائع نہ کریں یہ قوم و ملک کی امانت ہیں اور ہمارا قومی فرض ہے کہ ہم اپنے ووٹ صحیح نمائندوں کے چناؤ کے لئے استعمال کریں تاکہ ووٹ ضائع نہ ہوں اور ٹرن آؤٹ بڑھے۔یہ ملک میں جمہوری عمل اور جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لئے بہت ضروری ہے۔اس ضمن میں یہ بھی اہم ہے کہ جو امیدوار آپ سے ووٹ مانگنے آئیں تو آپ ان سے یہ ضرور پوچھیں کہ انہوں نے پہلے آپ کے لئے کیا کام کئے اور اب ان کے کیا پروگرام ہیں وہ الیکشن جیت کر آپ کے لئے کیا ترقیاتی کام کریں گے اور قوانین بنوائیں گے۔اگر آپ کے علاقوں میں گندگی کے ڈھیر لگے ہیں ہسپتال اور سکول نہیں ہیں اور نہ ہی پینے کا صاف پانی میسر ہے تو آپ ان مسائل کی ضرور نشاندہی کریں۔خواتین اسمبلی میں سیاسی عمل میں عورتوں کی شرکت، ووٹ کی اہمیت، عورتوں کے الیکشن میں بطور امیدوار حصہ لینے کے حوالے سے پریزنٹیشن دی گئی تاکہ وہ انہیں پڑھ کر ذہن نشین کریں اور اس کے بارے میں تحریری مواد بھی سب کو دیا گیا تاکہ وہ بعد میں بھی ان تحریری معلومات سے استفادہ کرسکیں۔خواتین اسمبلی میں عورتوں کے لئے آنے والے انتخابات میں حصہ لینے پر بار بار زور دیا گیا اور کہا گیا کہ عورتوں کو اس بات پر آمادہ کرنا بہت اہم ہے کہ الیکشن میں ضرور حصہ لیں خواہ وہ جیتیں یا ہاریں الیکشن ضرور لڑیں۔اس کے علاوہ اپنے ووٹ کا استعمال بھی ضرور کریں۔

Sustainable Development Goals
بقیہ دیرپا ترقیاتی مقاصد

مقصد نمبر 10: ملکوں کے اندر اور ان کے درمیان عدم مساوات میں کمی لانا۔ ا۔ 2030 تک بنیادی طرف کی 40% آبادی کی آمدنی کی افزائش کو بتدریج قومی اوسط سے بلند شرح پر لانا اور دیرپا بنانا۔۲۔ 2030 تک عمر، صنف، نسل، نسلی وابستگی، آبائی وابستگی، مذہب یا معاشی یا کسی دوسری حیثیت سے قطع نظر سب کو سماجی، اقتصادی اور سیاسی شمولیت کے لئے با اختیار بنانا اور اسے فروغ دینا۔۳۔ مساوی مواقع یقینی بنانا، اور نتائج کی عدم مساوات میں کمی لانا، جس میں امتیازی قوانین، پالیسیوں اور مروجہ طریقون کا خاتمہ، اور اس حوالے سے موزوں قوانین، پالیسیوں اور اقدامات کو فروغ دینا شامل ہیں۔۴۔ عظیم تر مساوات کے لئے پالیسیاں بالخصوص مالی، اجرتی اور سماجی تحفظ کی پالیسیاں اپنانا اور اسے بتدریج ممکن بنانا۔۵۔ عالمی مالیاتی منڈیوں اور اداروں کی ریگولیشن اور نگرانی بہتر بنانا اور ان ضوابط پر عملدرآمد کو مستحکم بنانا۔۶۔ عالمی، بین الاقوامی معاشی اور مالیاتی اداروں کی فیصلہ سازی میں ترقی پذیر ملکوں کے لئے بہتر نمائندگی اور آواز یقینی بنانا تا کہ زیادہ موثر، قابل اعتبار، قابل احتساب، اور جائز حیثیت کے حامل ادارے قائم کئے جاسکیں۔۷۔ لوگوں کی منظّم، محفوظ، اور ذمہ دارانہ ہجرت اور نقل و حرکت کی راہ ہموار کرنا جس میں باقاعدہ منصوبے، اور نظم و نسق پر مبنی ہجرت کی پالیسیوں پر عملدرآمد شامل ہے۔۸۔ ترقی پذیر ملکوں بالخصوص کم ترقی یافتہ ملکوں کے لئے ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے معاہدوں کے مطابق خصوصی اور تمیز پر مبنی سلوک کے اصول پر عملدرآمد کرنا۔ ۹۔ ایسی ریاستوں جہاں ضرورت سب سے زیادہ بالخصوص کم ترقی یافتہ ممالک، افریقی ممالک، چھوٹی جزیرہ، ترقی پذیر ریاستوں اور بند زمینی رستوں والے ترقی پزیر ممالک کے لئے ان کے قومی منصوبوں اور پروگراموں کے مطابق باضابطہ ترقیاتی امداد اور مالیاتی بہاؤ بشمول براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرنا۔۱۰۔ 2030 تک مہاجرین کی طرف سے ترسیل زر کے اخراجات تین فیصد سے کم سطح تک لانا اور پانچ فیصد سے زائد اخراجات والے ترسیل زر کے اخراجات کا خاتمہ کرنا۔ **مقصد نمبر ۱۱: شہروں اور انسانی آبادیوں کو سب کی شمولیت پر مبنی، محفوظ، دیرپا اور آفات کے مقابلے کی صلاحیت کی حامل بنانا۔** ا۔ 2030 تک سب کے لئے موزوں، محفوظ اور با کفائت رہائش اور بنیادی خدمات تک رسائی یقینی بنانا اور کچی آبادیوں کو بہتر بنانا۔۲۔ 2030 تک سب کو محفوظ با کفائیت، قابل رسائی، اور دیرپا ٹرانسپورٹ کے نظاموں تک رسائی فراہم کرنا، سڑکوں پر تحفظ بہتر بنانا، جس کے قابل ذکر اقدامات میں پبلک ٹرانسپورٹ کو توسیع دینا بھی شامل ہے۔ جس میں غیر محفوظ حالات سے دوچار افراد، خواتین، بچوں، معذور افراد، عمر رسیدہ افراد کی ضروریات پر خصوصہ توجہ دی جائے گی۔۳۔ **2030 تک تمام ملکوں میں سب کی شمولیت پر مبنی اور دیرپا شہری رجحان اور شمولیت پر مبنی، باہم مربوط اور دیرپا انسانی آبادکاری کی منصوبہ بندی اور مینجمنٹ کی استعدا بہتر بنانا۔**۴۔ دنیا کے ثقافتی اور قدرتی ورثے کی حفاظت اور تحفظ کی سرگرمیوں کو مستحکم بنانا۔ ۵۔ 2030 تک آفات بشمول پانی سے متعلقہ آفات کے ہاتھوں کافی حد تک کمی لانا جس میں غریب اور غیر محفوظ حالات سے دوچار افراد کے تحفظ کو مرکزی حیثیت دی جائے گی۔۶۔ 2030 تک شہروں کے فی کس منفی حولیاتی اثرات میں کمی لانا جس میں ہوا کے معیار اور بلدیاتی فضلہ سے نمٹنے کے لئے خصوصی توجہ شامل ہے۔۷۔ 2030 تک سب کے لئے بالخصوص بچوں، عورتوں، عمر رسیدہ افراد، معذور افراد کو ہر جگہ پر محفوظ اور سب کی شمولیت پر مبنی اور قابل رسائی سرسبز عوامی مقامات تک فراہم کرنا۔۸۔ شہری، نیم شہری اور دیہاتی علاقوں کے درمیان مثبت معاشی، سماجی اور ماحولیاتی روابط میں مدد دینے کے لئے قومی ترقیاتی منصوبہ بندی کو مستحکم بنانا۔۹۔ 2030 تک ایسے شہروں اور انسانی آبادیوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ کرنا جو سب کی شمولیت، وسائل کے عمدہ استعمال، آب و ہوا میں تبدیلی کی شدت میں کمی اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے کی صلاحیت کے لئے باہم مربوط پالیسیاں اور منصوبے اپنائیں اور ان پر عملدرآمد کریں اور آفات کے خطرات میں کمی کے سینڈائی فریم ورک 2015-2030 کی روشنی میں ہر سطح پر کلی انداز میں آفات کے خطرات سے نمٹنے کے لئے اقدامات کی تشکیل دینا اور ان پر عملدرآمد کرنا۔۱۰۔ کم ترقی یافتہ ملکوں کو مقامی مواد کو استعمال کرتے ہوئے دیرپا اور آفات کے مقابلے کی صلاحیت رکھنے والی عمارتوں کی تعمیر کے لئے مدد دینا، جس کے اقدامات میں مالیاتی و تکنیکی امداد بھی شامل ہوگی۔ **مقصد نمبر ۱۲: دیرپا تصرف اور پیداواری طریقے یقینی بنانا۔** ا۔ دیرپا تصرف اور پیداوار کے دس سالہ فریم ورک پر عملدرآمد جس کے لئے تمام ممالک اقدامات کریں گے جس میں تمام ترقی یافتہ ممالک پیش پیش رہیں گیے اور جس میں ترقی پذر ممالک کی استعداد کار کو پیش نظر رکھا جائے گا۔۲۔ 2030 تک قدرتی وسائل کی دیرپا مینجمنٹ اور ان کا فعال استعمال ممکن بنانا۔۳۔ 2030 تک پرچون اور صارف کی سطح پر فی کس عالمی خوراک، فضلہ کو نصف حد تک لانا اور اس کے سلسلوں میں ہونے والے ضیاع بشمول کٹائی کے بعد ہونے والے ضیاع میں کمی لانا۔۴۔ 2030 تک کیمیائی اور تمام تر فضلاتی مواد کی اس کے پورے عرصہ حیات کے دوران طے شدہ بین الاقوامی فریم ورکس کے مطابق عمدہ ماحولیاتی مینجمنٹ کا حصول اور اور پانی اور مٹی میں ان کے اخراج میں نمایاں حد تک کمی لانا تا کہ انسانی صحت اور ماحول پر ان کے منفی اثرات کو کم کیا جاسکے۔۵۔ 2030 تک فضلات کی پیداوار میں روک تھام، کمی، ری سائکلنگ اور دوبارہ استعمال کے ذریعے خاطر خواہ کمی لانا۔۶۔ کمپنیوں بالخصوص بڑی اور بین الاقوامی کی حوصلہ افزائی کرنا کہ وہ دیرپا طریقے اپنائیں اور پائیداری کے بارے میں معلومات کو اپنے رپورٹنگ کے عمل کا حصہ بنائیں۔۷۔ سرکاری خریداری کے ایسے طریقوں کو فروغ دینا جو قومی پالیسیوں اور ترجیحات کے مطابق دیرپا ہوں۔۸۔ 2030 تک یقینی بنانا کہ ہر جگہ لوگوں کے پاس خطرات سے ہم آہنگ دیرپا ترقی اور طرز زندگی کے بارے میں متعلقہ معلومات اور آگاہی موجود ہو۔۹۔ ترقی پذیر ملکوں کو سائینس و ٹیکنالوجی کے شعبے میں اپنی استعداد مستحکم بنانے میں مدد دینا تا کہ وہ تصرف اور پیداوار کے زیادہ دیرپا طریقوں کی جانب قدم بڑھائیں۔۱۰۔ دیرپا سیاحت جو روزگار کے مواقع پیدا کرے اور مقامی ثقافت اور مصنوعات کو فروغ دے۔ دیرپا اثرات کی نگرانی کے طریقے وضع کرنا اور ان پر عملدرآمد کرنا۔۱۱۔ ضیاع سے بھرپور تصرف کی حوصلہ افزائی کرنے والی فوسل ایندھن پر غیر فعال سب سڈیز کو معقولیت پر مبنی بنانے کے لئے ملکی حالات کے مطابق منڈی سے متعلق مسخ شدہ پہلوؤں کو دور کرنا جس کے اقدامات میں ٹیکس نظام کی ازسرنو ڈھانچہ بندی کرنا جہاں جہاں پر ضرر رساں سبسیڈیز موجود ہوں وہاں ان کے ماحولیاتی اثرات پر غور کرنا، ترقی پذیر ملکوں کی متعلقہ ضروریات اور ان کے حالات کو پوری طرح پیش نظر رکھنا اور ان کی ترقی پر ممکنہ منفی اثرات کو اس طریقے سے کم سے کم شامل رکھنا ہیں کہ غریب اور اور متاثرہ کمیونٹیوں کو تحفظ ملے۔ **مقصد نمبر ۱۳: آب و ہوا کی تبدیلی اور اس کے اثرات سے نمٹنے کے لئے فوری اقدام کرنا۔** ا۔ تمام ملکوں میں آب و ہوا سے متعلق مشکلات اور قدرتی آفات سے مقابلے کی صلاحیت اور طرز زندگی اس کے مطابق ڈھالنے کی استعداد مستحکم بنانا۔۲۔ آب و ہوا سے تبدیلی سے متعلق اقدامات کو قومی پالیسیوں، حکمت عملیوں اور منصوبہ سازی میں ضم کرنا۔۳۔ تبدیل آب و ہوا کی شدت میں کمی لانے، طرز زندگی اس کے مطابق دھالنے، اس کے اثرات کو کم کرنے اور بروقت انتباہ کے بارے میں شعور و آگاہی اور انسانی ادرہ جاتی استعداد کو بہتر بنامانا۔۴۔ آب و ہوا کی تبدیلی پر اقوام متحدہ کے فریم ورک کنونشن میں شامل ترقی یافتہ ملکوں کی طرف سے کئے گئے اس وعدے پر عملدرآمد کو 2030 تک تمام ذرائع سے مشترکہ طور پر 100 ارب ڈالر سالانہ کی رقم کو بروئے کار لاتے ہوئے اس سیاق و سباق میں ترقی پذیر ملکوں کی ضروریات کا ازالہ کریں گے کہ وہ تبدیلی کی شدت میں کمی لانے کے بامعنی اقدامات اور گرین کلائمنٹ فنڈ پر عملدرآمد اور اسے پوری طرح عملی جامہ پہنانے کے کام میں شفافیت سے کام لیتے ہوئے جلد از جلد اس سرمایہ کو بروئے کار لائیں۔۵۔ کم ترقی یافتہ ملکوں اور چھوٹی جزیرہ ترقی پذیر ریاستوں میں آب و ہوا سے متعلق موثر منصوبہ بندی اور مینجمنٹ کے لئے استعداد بہتر بنانے کے نظاموں کو فروغ دینا جس کے اقدامات میں خواتین، نوجوانوں اور مقامی و محروم طبقات کو مرکزی حیثیت دینا شامل ہوگا۔ **مقصد نمبر ۱۴: پائیدار ترقی کے لئے سمندروں اور آبی وسائل کو محفوظ اور دیرپا انداز میں استعمال کرنا۔** ا۔ **2030 تک** ہر طرح کی آبی آلودگیاں اور بالخصوص جو زمینی سرگرمیوں سے پیدا ہوتی ہے بشمول آبی ملبہ اور غذائی آلودگیکی روک تھام کرنا اور اس میں نمایاں حد تک کمی لانا۔۲۔ 2030 تک نمایاں منفی اثرات سے بچنے کے لئے آبی و ساحلی ماحولیاتی نظاموں کو دیرپا انداز میں عمدہ طریقے سے چلانا اور ان کا تحفظ کرنا، جس میں آفات کے مقابلے میں ان کی صلاحیت مستحکم بنانا اور ان کی بحالی کے لئے اقدامت بھی شامل ہیں۔ تا کہ صحت بخش اور افندہ مند سمندروں کو یقینی بنایا جاسکے۔۳۔ سمندروں کی تیزابیت کے اثرات کم سے کم کرنا اور ان کا ازالہ کرنا جس کے اقدامات سے ہر سطح پر بہتر سائنسی تعاون بھی شامل ہوگا۔۴۔ 2030 تک کٹائی کو موثر انداز میں ریگولیٹ کرنا، ضرورت سے زیادہ ماہی گیری، غیر قانونی، بغیر اطلاع اور ریگولیشن کے بغیر ماہی گیری کے علاوہ اس کے نقصان دہ طریقوں کو ختم کرنا اور سائنس پر مبنی مینجمنٹ کے منصوبوں پر علدرآمد کرنا تا کہ کم سے کم عرصے میں مچھلی کے سٹاک کو کم و بیش اس سطح پر بحال کیا جاسکے کہ جس سے ان کے حیاتیاتی اوصاف کے مطابق زیادہ سے زیادہ دیرپا پیداوار ہوسکے۔۵۔ 2030 تک قومی اور بین لاقوامی قانون کے موافق اور بہترین دستیاب سائنسی معلومات کی بنیاد پر کم و بیش دس فیصد ساحلی اور آبی علاقوں کو محفوظ بنانا۔۶۔ 2030 تک ماہی گیری پر سب سڈیز کی بعض ایسی صورتوں کی ممانعت کرنا جو ضرورت سے زیادہ ماہی گیری میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ ایسی سب سڈیز کو کم کرنا جو غیر قانونی، غیر اطلاع اور بغیر ریگولیشن ماہی گیری میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں اور ایسی نئی سب سڈیز متعارف کرانے سے احتراز برتنا، اس بات کو تسلیم کرنا کہ ترقی پذیر اور کم ترقی یافتہ ملکوں کے لئے موزوں اور موثر خصوصی اور تمیز پر مبنی سلوک، ماہی گیری کی سب سڈیز پر ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے مذاکرات کا لازمی جزو ہونا چاہیئے۔۷۔ 2030 تک چھوٹی جزیرہ ترقی پذیر ریاستوں اور کم ترقی یافتہ نلکوں کے لئے آبی وسائل کے دیرپا استعمال کے معاشی ثمرات میں اضافہ کرنا جس کے اقدامات میں ماہی گیری، آبی ثقافت اور صحت کی دیرپا مینجمنٹ بھی شامل ہے۔۸۔ میرین ٹیکنالوجی منتقلی پر "انٹر گورنمنٹل اوشینو گرافک کمیشن" کے طے شدہ معیار اور رہنماء اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے سائنسی علوم میں اضافہ کرنا، تحقیقی استعداد کو ترویج دینا اور آبی ٹیکنالوجی کی منتقلی کہ سمندروں کی حالت کو بہتر بنایا جاسکے اور ترقی پذیر ملکوں بالخصوص چھوٹی جزیرہ ترقی پذیر ریاستوں اور کم ترقی یافتہ ملکوں کی ترقی میں متنوع۔ آبی حیاتیات کے کردار کو بہتر بنایا جا سکے۔۹۔ چھوٹے پیمانے پر کام کرنے والے ماہی گیروں کو آبی وسائل اور منڈیوں تک رسائی فراہم کرنا۔۱۰۔ سمندروں اور ان کے وسائل کے تحفظ اور ان کے دیرپا استعمال میں بہتری لانے کے لئے unclos کی روشنی میں قانون پر عملدرآمد کرنا جو سمندروں اور ان کے وسائل کے تحفظ اور دیرپا استعمال کے لئے قانونی فریم ورک فراہم کرتا ہے جیسا کہ future we want کے پیراگراف 158 میں کہا گیا ہے۔ **مقصد نمبر ۱۵: زمینی ماحولیاتی نظاموں کے تحفظ، ان کی بحالی اور دیرپا استعمال کو فروغ دینا، جنگلات کو دیرپا انداز میں عمدہ طریقے سے استعمال کرنا، بڑھتے صحراؤں کی روک تھام کرنا، زمین کے انحطاط کی روک تھام کرنا اور حیاتیاتی تنوع میں آنیوالی کمی کی روک تھام کرنا۔** ا۔ 2030 تک بین الاقوامی معاہدوں کے تحت عائد ہونے والی ذمے داریوں کے مطابق تازہ پانی کے زمینی ماحولیاتی نظاموں اور ان سے ملنے والی سہولیات بالخصوص جنگلات، نم زمینوں، پہاڑوں اور خشک زمینوں کا تحفظ، بحالی اور دیرپا استعمال یقینی بنانا۔۲۔ 2030 تک ہر قسم کے جنگلات کے دیرپا انداز میں عمدہ استعمال کو فروغ دینا، جنگلات کے خاتمے کے عمل کو روکنا، خراب شدہ جنگلات کو بحال کرنا اور دنیا بھر میں جنگلات لگانے کے عمل میں خاطر خواہ اضافہ کرنا۔۳۔ 2030 تک بڑھتے صحراؤں کی روک تھام، خراب شدہ زمین اور اراضی کی بحالی جس میں بنجر پن اور خشک سالی سے متاثرہ اراضی بھی شامل ہے۔ اور اراضی کے انحطاط پر قابو پانے والی دنیا کے قیام کے لئے کوششیں کرنا۔۴۔ 2030 تک پہاڑی ماحولیاتی نظام کے تحفظ کو یقینی بنانا، جس میں ان کا حیاتیاتی تنوع بھی شامل ہے، تا کہ دیرپا ترقی کے لئے ناگزیر فوائد کے حوالے سے ان کی استعداد بہتر بنائی جائے۔۵۔ قدرتی نباتات کے انحطاط کو کم کرنے حیاتیاتی تنوع کے ضیاع کو روکنے کے لئے فوری اور قابل ذکر اقدامات کرنا، 2030 تک خطرات سے دوچار حیاتیات کی نابودی کی روک تھام اور ان کا تحفظ کرنا۔۶۔ جینیاتی وسائل کے استعمال سے ہونیوالے فوائد کی منصفانہ اور مساویانہ شراکت یقینی بنانا اور ان وسائل تک موزوں رسائی کو فروغ دینا۔۷۔ پودوں اور پھولوں کی زیر حفاظت اقسام کو کاٹنے اور ان کی سمگلنگ روکنے کے لئے فوری اقدامات کرنا اور جنگلی حیات کی غیر قانونی مصنوعات طلب اور رسد دونوں کا موازنہ کرنا۔۸۔ 2030 تک زمینی اور آبی ماحولیاتی نظاموں پر در اندازی کرنے والی غیر زمینی مخلوقات کی روک تھام کے لئے اقدامات متعارف کروانا اور ان کے اثرات میں نمایاں کمی لانا۔۹۔ 2030 تک ماحولیاتی نظام اور حیاتیاتی تنوع کی اقدار کو قومی و مقامی منصوبہ سازی و ترقیاتی عمل، غربت میں کمی کی حکمت عملیوں اور حسابات میں ضم کرنا۔۱۰۔ حیاتیاتی تنوع اور اور ماحولیاتی نظاموں کے تحفظ اور اور دیرپا استعمال کے لئے تمام ذرائع سے حاصل ہونے والے مالی وسائل کو بروئے کار لانا اور ان میں نمایاں اضافہ کرنا۔۱۱ جنگلات کے دیرپا انداز میں عمدہ استعمال پر سرمایہ کاری کے لئے تمام ذرائع سے ہر سطح پر حاصل ہونے والے قابل ذکر وسائل کو بروئے کار لانا اور ترقی پذیر ملکوں کو ان کے عمدہ استعمال میں بہتری لانے کے لئے موزوں مراعات فراہم کرنا جن میں تحفظ اور دوبارہ جنگلات لگانے کے لئے مراعات بھی شامل ہوں گی۔۱۲۔ زیر حفاظت مخلوقات کے غیر قانونی شکار اور ان کی سمگلنگ روکنے کی کوششوں کے لئے عالمی حمائت بہتر بنانا جس میں مقامی لوگوں کی استعداد بہتر بنانا بھی شامل ہے تا کہ وہ ذرائع معاش کے دیرپا مواقع پر کام کر سکیں۔ **مقصد نمبر ۱۶: دیرپا ترقی کے لئے پرامن اور سب کی شمولیت پر مبنی معاشروں کو فروغ دینا، سب کو انصاف تک رسائی فراہم کرنا اور ہر سطح پر موثر، قابل احتساب اور سب کی شمولیت پر مبنی ادارے قائم کرنا۔** ا۔ ہر جگہ پر ہر قسم کے تشدد اور ان سے متعلقہ اموات کی شرح میں نمایاں کمی لانا۔۲۔ بچوں کے ساتھ بدسلوکی اور استحصال اور سمگلنگ اور ان کے خلاف ہر قسم کے تشدد اور انہیں اذیت پہنچانے کا خاتمہ کرنا۔۳۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر قانون کی حکمرانی کو فروغ دینا اور انصاف تک سب کی یکساں رسائی یقینی بنانا۔۴۔ 2030 تک مالیاتی اور اسلحے کی غیر قانونی بہاؤ میں نمایاں کمی لانا، چوری شدہ اثاثوں کی بحالی اور واپسی کو مستحکم بنانا اور ہر طرح کے جرائم کی منظّم روک تھام کرنا۔۵۔ ہر طرح کی کرپشن اور رشوت میں خاطر خواہ حد تک کمی لانا۔۶۔ ہر سطح پر موثر، قابل احتساب اور شفاف اداروں کی ترویج کرنا۔۷۔ ہر سطح پر متعلقہ تقاضوں سے ہم آہنگ سب کی شمولیت پر مبنی نمایاں فیصلہ سازی یقینی بنانا۔۸۔ عالمی طرز حکمرانی کے اداروں میں ترقی پذیر ملکوں کی شمولیت کو وسیع اور مستحکم بنانا۔۹۔ 2030 تک سب کو قانونی شناخت بشمول پیدائش کے اندراج کی سہولت فراہم کرنا۔۱۰۔ قومی قوانین اور بین الاقوامی معاہدوں کے مطابق معلومات تک عوامی رسائی اور بنیادی آزادیوں کا تحفظ یقینی بنانا۔۱۱۔ تشدد کی روک تھام اور دہشت گردی اور جرائم کے خاتمے کے لئے ہر سطح پر بالخصوص ترقی پذیر ملکوں میں تعمیر استعداد کے لئے بین الاقوامی تعاون سمیت متعلقہ قومی اداروں کو مستحکم بنانا۔۱۲۔ دیرپا ترقی کے لئے غیر امتیازی قوانین اور پالیسیوں کو فروغ دینا اور انہیں نافذ کرنا۔ مقصد نمبر ۱۷: دیرپا ترقی کے لئے عالمی اشتراک عمل پر عملدرآمد اور اسے نئی قوت دینے کے طریقوں کو مستحکم بنانا۔ فائنانس ا۔ ملکی وسائل کو بروئے کار لانے کے عمل کو مستحکم بنانا جس کے اقدامات میں ترقی پذیر ملکوں کو ٹیکس و دیگر ریوینیو کی وصولی بہتر بنانے میں بین الاقوامی تعاون بھی شامل ہے۔۲۔ ترقی یافتہ ممالک اپنی باضابطہ ترقیاتی امداد کے وعدوں پر پوری طرح عمل کریں جن میں کئی ترقی یافتہ ممالک کی جانب سے کیا گیا یہ وعدہ بھی شامل ہے کہ ترقی پزیر ممالک کی خام قومی آمدن 0.7 فیصد باضابطہ ترقیاتی امداد اور کم ترقی یافتہ ممالک کی خام قومی آمدنی پر 0.15 سے 0.20 باضابطہ ترقیاتی امداد کا ہدف پورا کیا جائے گا۔ باضابطہ ترقیاتی امدا فراہم کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ کم ترقی یافتہ ممالک کی خام قومی آمدنی پر کم و بیش 0.20% باضابطہ ترقیاتی امداد فراہم کرنے کا ہدف طے کرنے پر غور کرے۔۳۔ متعدد ذرائع سے ترقی پذیر ممالک کے لئے اضافی مالی وسائل کو بروئے کار لانا۔۴۔ ترقی پذیر ملکوں کو قرضوں پر طویل المدتی پائیداری کے حصول میں مدد دینے کے لئے باہم مربوط پالیسیاں جن کا مقصد حسب موزنیت قرضوں پر سرمایہ اکری، قرجوں پر ریلیف اور قرضوں کی تشکیل نو کو فروغ دینا ہوگا اور انتہائی مقروض ممالک کے بیرونی قرضوں کے حوالے سے قرضوں کے بوجھ میں کمی لانا ہوگا۔۵۔ کم ترقی یافتہ ممالک کے فروغ کے نظام اپنانا اور ان پر عملدرآمد کرنا۔ ٹیکنالوجی ۶۔ باہمی طور پر طے شدہ شرائط کے تحت سائنس ٹیکنالوجی اور جدت کے شعبوں میں اور ان تک رسائی کے لئے اور علوم کے تبادلوں کو بہتر بنانے کے لئے شمالی و جنوبی، و جنوبی مثلثی شکل میں علاقائی اور بین الاقوامی تعاون کو بہتر بنانا جس میں موجودہ نظاموں بالخصوص اقوام متحدہ کی سطح پر بہتر باہمی روابط اور ٹیکنالوجی میں معاونت کا عالمی نظام بھی شامل ہے۔۷۔ ماحولیاتی اعتبار سے عمدہ ٹیکنالوجیز کی سازگار شرائط پر ترقی پزیر ملکوں کو ترویج، منتقلی پھیلائے اور ادگام کو فروغ دینا جس میں باہمی طور پر طے شدہ رعائتی اور ترجیحی شرائط بھی شامل ہوں گی۔۸۔ 2017 تک کم ترقی یافتہ ملکوں کے لئے ٹیکنالوجی، بنک اور سائنس ٹیکنالوجی اور سائنس کی جدت کی استعداد بہتر بنانے کے نظام کو بھرپور انداز میں عملی شکل دینا اور مددگار ٹیکنالوجی بالخصوص اطلاعاتی و ابلاغ ٹیکنالوجی کے استعمال کو بہتر بنانا۔ تعمیر استعداد ۹۔ ترقی پذیر ملکوں میں تمام دیرپا ترقیاتی مقاصد پر عمل درآمد کے قومی منصوبوں پر مدد دینے کے لئے موثر ہدف پر مبنی تعمیر استعداد کے لئے بین الاقوامی معاونت کو بہتر بنانا جس میں شمال و جنوب، جنوب و جنوب اور مثلثی شکل میں تعاون بھی شامل ہے۔ تجارت ۱۰۔ ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے تحت ایک آفاقی قواعد پر مبنی کھلے غیر امتیازی اور مساویانہ کثیر رخی تجارتی نظام کو فروغ دینا جس میں دوحہ ترقیاتی ایجنڈا کے تحت مذاکرات کو پایہ تکمیل تک پہنچانا بھی شامل ہے۔۱۱۔ ترقی پذیر ملکوں کی برآمدات میں نمایاں اضافہ کرنا بالخصوص اس نقطہ نظر سے کہ 2030 تک عالمی برآمدات میں کم ترقی یافتہ ممالک کے حصے کو دوگنا کیا جائے گا۔۱۲۔ تمام ترقی یافتہ ممالک کے ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے فیصلوں کے موافق دیرپا بناء پر ڈیوٹی سے پاک، کوٹے سے پاک منڈی تک رسائی پر برقت عمل درآمد کو عملی شکل دینا جس میں اس بات کو یقینی بنانا بھی شامل ہے کہ ترقی یافتہ ممالک سے درآمدات پر لاگو "اوریجن" کے ترجیحی قواعد شفاف اور سادہ ہوں، اور منڈی تک رسائی کی راہ ہموار کرنے میں اپنا کرادار ادا کرے۔ نظام سے متعلق مسائل۔ پالیسیوں اور اداروں کی ہم آہنگی ۱۳۔ عالمی میکرو اکنامک استحکام کو بہتر بنانا جس میں پالیسی سطح پر باہمی روابط اور پالیسی کو باہم مربوط بنانا بھی شامل ہے۔۱۴۔ دیرپا ترقی کے لئے پالیسی کو بہتر طور پر باہم مربوط بنانا۔۱۵۔ غربت کے خاتمے اور دیرپا ترقی کے پالیسیوں کی تشکیل اور عمل درآمد میں ہر ملک کی پالیسی گنجائش اور قیادت کا احترام کرنا۔ مختلف متعلقہ فرقوں کے درمیان پارٹنرشپس ۔۱۶۔ دیرپا ترقی کے لئے عالمی پارٹنرزپس کو بہتر بنانا وار اسے تقویت دینے کے لئے مختلف متعلقہ فریقوں کے درمیان پارٹنرشپ پیدا کرنا جن کی بدولت تمام ملکوں بالخصوص ترقی پذیر ملکوں میں دیرپا ترقیاتی مقاصد کے حصول میں مدد دینے کے لئے علوم، مہارت، ٹیکنالوجی اور مالی وسائل کو بروئے کار لایا جا سکے اور ان کا تبادلہ کیا جاسکے۔ ڈیٹا نگرانی اور احتساب۔ ۱۸۔ 2030 تک ترقی پذیر ملکوں بشمول کم ترقی یافتہ ملکوں، چھوٹی جزیرہ ترقی پذیر ریاستوں کو آمدنی، صنف، عمر، نسل، نسلی وابستگی، ہجرت کی کیفیت، معذوری، جغرافیائی محل وقوع اور قومی سیاق و سباق سے متعلق دیگر خوبیوں کے لحاظ سے الگ الگ اعلیٰ معیار کے بروقت اور قابل اعتبار ڈیٹا کی دستیابی میں نمایاں طور پر اضافہ کرنے کی تعمیر استعداد میں معاونت بہتر بنانا۔۱۹۔ 2030 تک ترقی پذیر ملکوں میں خام ملکی پیداوار کو تقویت دینے والی اور شماریاتی استعداد کی تعمیر میں مدد دینے والی دیرپا ترقی پر پیش رفت کی پیمائش کے طریقے تشکیل دینے کی موجودہ کاوشوں کو آگے بڑھانا۔

نوٹ: قارئین سے گزارش ہے کہ چانن کے لئے اپنی تحریریں (ان پیج) ٹائپ کر کے اور مضمون کی شکل میں بھیجیں۔۔۔ ادارے کا مضمون نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

رابطہ کیلئے: ایڈیٹر ماہنامہ چانن ساؤتھ ایشیاء پارٹنرشپ، پاکستان، حبیب میموریل ٹرسٹ بلڈنگ، ناصر آباد، ۲ کلومیٹر رائیونڈ روڈ، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور۔ 53700، پاکستان
فون: 35311701-03, 05-06 (42)، فیکس: 35311710 (42) ای میل: info@sappk.org

ایڈیٹر: فرزانہ ممتاز
Email:farzana@sappk.org

کمپیوٹر لے آؤٹ ڈیزائننگ
تبسم شہزاد

سپرویژن، لے آؤٹ، ڈیزائننگ، فوٹوگرافی اینڈ پرنٹنگ
محبوب علی